ارشاد باری تعالیٰ

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ یُزَکُّوۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ ؕ بَلِ اللّٰہُ یُزَکِّیۡ مَنۡ یَّشَآءُ وَلَا یُظۡلَمُوۡنَ فَتِیۡلًا ○

(النساء:50)

ترجمہ: کیا تُو نے ان لوگوں پر غور نہیں کیا جو اپنے آپ کو پاک ٹھہراتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جسے چاہے پاک قرار دے۔ اور وہ کھجور کی گٹھلی کی لکیر کے برابر بھی ظلم نہیں کئے جائیں گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ — وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 69

ایڈیٹر: منصور احمد

نائب: تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شمارہ 34

شرح چندہ: سالانہ 700 روپے

بیرونی ممالک: بذریعہ ہوائی ڈاک 50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

29/ذوالحجہ 1441 ہجری قمری • 20/ظہور 1399 ہجری شمسی • 20/اگست 2020ء

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 14/اگست 2020 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

قلبِ انسانی بھی حجرِ اسود کی طرح ہے اور اس کا سینہ بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے

مکہ معظّمہ کے بتوں کا قلع قمع اُس وقت ہوا تھا جب کہ ہمارے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ وہاں جا پڑے تھے

پس ماسویٰ اللہ کے بتوں کی شکست اور استیصال کے لئے ضروری ہے کہ اُن پر اسی طرح سے چڑھائی کی جائے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

یہ بات بحضورِ دل یاد رکھو کہ جیسے بیت اللہ میں حجرِ اسود پڑا ہوا ہے اسی طرح قلب سینہ میں پڑا ہوا ہے۔ بیت اللہ پر بھی ایک زمانہ آیا ہوا تھا کہ کفار نے وہاں بُت رکھ دیئے تھے۔ ممکن تھا کہ بیت اللہ پر یہ زمانہ نہ آتا مگر نہیں۔ اللہ نے اس کو ایک نظیر کے طور پر رکھا۔ قلبِ انسانی بھی حجرِ اسود کی طرح ہے اور اس کا سینہ بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ ماسویٰ اللہ کے خیالات وہ بُت ہیں جو اس کعبہ میں رکھے گئے ہیں۔ مکہ معظّمہ کے بتوں کا قلع قمع اس وقت ہوا تھا جب کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ وہاں جا پڑے تھے اور مکہ فتح ہو گیا تھا۔ ان دس ہزار صحابہ کو پہلی کتابوں میں ملائکہ لکھا ہے اور حقیقت میں ان کی شان ملائکہ ہی کی سی تھی۔ انسانی قویٰ بھی ایک طرح ملائکہ ہی کا درجہ رکھتے ہیں کیونکہ جیسے ملائکہ کی یہ شان ہے کہ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ (النحل:51) اسی طرح پر انسانی قویٰ کا خاصہ ہے کہ جو حکم ان کو دیا جائے اُس کی تعمیل کرتے ہیں۔ ایسا ہی تمام قویٰ اور جوارح حکمِ انسانی کے نیچے ہیں۔ پس ماسویٰ اللہ کے بتوں کی شکست اور استیصال کیلئے ضروری ہے کہ اُن پر اسی طرح سے چڑھائی کی جائے۔ یہ لشکر تزکیۂ نفس سے تیار ہوتا ہے اور اسی کو فتح دی جاتی ہے جو تزکیہ کرتا ہے چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا (الشّمس:10) حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر قلب کی اصلاح ہو جاوے تو کل جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور یہ کیسی سچی بات ہے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ جس قدر اعضاء ہیں وہ دراصل قلب کے ہی فتویٰ پر عمل کرتے ہیں۔ ایک خیال آتا ہے پھر وہ جس عضو کے متعلق ہو وہ فوراً اس کی تعمیل کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 172، مطبوعہ قادیان 2018)

مجھے اس بات پر ہمیشہ تعجب آیا کرتا تھا کہ کیا کوئی مسلمان بھی قبر پر سجدہ کر سکتا ہے؟

وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰہَ ...... الخ سورۃ البقرہ آیت نمبر 84 کی تفسیر میں سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

باوجود ان احکام کے یہود ان کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور ان کے سلوک اپنوں اور بیگانوں سے خراب ہو رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض حضرت عزیر کو ابن اللہ قرار دینے لگ گئے تھے۔ جیسا کہ یہود کا صدوقی فرقہ جو یمن کی طرف رہتا تھا اس شرک میں ملوث ہو چکا تھا اور بعض اپنے علماء کے ہر ایک حکم کو وحی الٰہی کے طور پر مانتے اور اپنی کتاب کے احکام کو پس پُشت پھینک دیتے۔ یتامیٰ اور مساکین کے ساتھ ان کا سلوک نہایت بُرا تھا۔ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی اُن کے اندر نام کو بھی نہ تھی۔ عبادتوں میں سُست اور زکوٰۃ دینے سے جی چُراتے تھے۔ جیسے آج کل کے مسلمان ایک طرف تو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دوسری طرف وہ تمام باتیں جو یہود کے متعلق خدا تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں ان میں بھی پائی جاتی ہیں۔ یہود سے تو صرف یہ عہد لیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ لیکن مسلمانوں پر خدا تعالیٰ نے اتنا فضل کیا کہ اسلام کی بنیاد ہی اس نے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر رکھی۔ یعنی اس بات پر کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ قادرِ مطلق ہے۔ وہ ہر ایک کام خود کر سکتا ہے۔ اُس کو کسی کی مدد کی ہرگز ضرورت نہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ اسلام کی بنیاد لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر رکھی گئی تھی آج مسلمانوں میں اس قدر شرک پایا جاتا ہے کہ اور قوموں میں اس کی نسبت بہت کم ہے۔ مسلمان قبروں پر بغیر کسی قسم کے حجاب کے اس طرح سجدہ کرتے ہیں کہ خدا کے آگے سجدہ کرنے والوں میں اور ان میں ذرہ بھی فرق نہیں رہ جاتا۔ مجھے اس بات پر ہمیشہ تعجب آیا کرتا تھا کہ کیا کوئی مسلمان بھی قبر پر سجدہ کر سکتا ہے؟ اور میں باوجود شہادتوں کے اس پر یقین نہیں کرتا تھا۔ لیکن ایک دفعہ جب ہم چند آدمی ہندوستان میں اسلامی مدارس دیکھنے کیلئے گئے تو لکھنؤ میں فرنگی محل کا مدرسہ دیکھ کر میرا دل بہت خوش ہوا۔ اچھے لائق اور عالم اُستاد تھے۔ ہوشیار اور ذہین شاگرد معلوم ہوتے تھے لیکن اس مدرسہ اور دوسرے مدارس کو دیکھ کر جب ہم شام کو واپس اپنے مکان کی طرف آ رہے تھے تو ایک قبر کے سامنے جو آدمی پورا پورا سجدہ کر رہا تھا وہ فرنگی محل کے مدرسہ کا ایک استاد تھا۔ مجھے اس کو دیکھ کر تعجب ہوا کہ اس نے علم پڑھ کر بھی اس کی کچھ قدر نہ کی۔ اور قبر پر سجدہ کرنے لگ گیا۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں اسی لئے یہود کا ذکر سنایا تھا کہ ایک دن تم بھی اسی طرح کرنے لگو گے۔

(تفسیر کبیر، جلد 2، صفحہ 4، مطبوعہ 2010 قادیان)

ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

نماز فجر اور عشاء کی فضیلت

۞ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:

منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ بوجھل اور کوئی نماز نہیں اور اگر وہ جانتے کہ ان میں کیا ثواب ہے تو وہ ان نمازوں میں آتے اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے ہی۔ میرے دل میں آیا کہ میں مؤذن سے کہوں کہ وہ نماز کیلئے اقامت کی تکبیر کہے۔ پھر میں ایک شخص سے کہوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے۔ پھر میں انگارے لوں اور ان کے مکانوں کو آگ لگا دوں جو ابھی تک نماز کیلئے نہیں نکلے۔

(صحیح بخاری، باب فضل العشاء فی الجماعۃ)

۞ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:

ملائکہ تم میں سے ایک کیلئے جب تک کہ وہ اپنی جائے نماز میں ہے، دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں بشرطیکہ وہ بے وضو نہ ہو جائے۔ (ملائکہ کہتے ہیں) اَے اللہ! اسے معاف کر۔ اَے اللہ! اس پر رحم کر۔ تم میں سے ایک شخص نماز ہی میں ہوتا ہے جب تک کہ نماز کی وجہ سے وہ رُکا رہے۔ سوائے نماز کے اور کسی بات نے اس کو اپنے گھر والوں کی طرف لوٹنے سے نہ روکا ہو۔

(صحیح بخاری، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ وفضل المساجد)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

سپریم کوٹ کا فیصلہ (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 24/جولائی 2020ء (مکمل متن)

خطبہ جمعہ فرمودہ 31/جولائی 2020ء (مکمل متن)

حضور انور کی جانب سے سربراہان مملکت کو خطوط (رپورٹ)

جلسہ سالانہ برطانیہ 2020ء کی مختصر رپورٹ

سیرت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم (از نبیوں کا سردار)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

اختتامی خطاب حضور انور جلسہ سالانہ قادیان 2009

خطبہ جمعہ بطرز سوال جواب | ذکر خیر و اعلانات

وصایا | خلاصہ خطبہ جمعہ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِي العَالَمِ ❁ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

ماسٹر مُرلیدھر صاحب کو ایک اَور انعامی چیلنج

علم رُوح کا بیان قرآن میں زیادہ ہے یا وید میں؟

آریوں کا عقیدہ ہے کہ ارواح اور اجسام خود بخود ہیں اور قدیم سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا خالق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کام صرف یہ ہے کہ وہ ارواح و اجسام کو جوڑتا ہے۔ یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی شان اور اس کی عظمت اس کے ازلی ابدی اور بے مثل ہونے کے خلاف ہے اسی بنا پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عقیدے کا پورے جوش اور پوری قوت اور بھرپور دلائل کے ساتھ باطل ہونا ثابت فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ارواح و اجسام کا خالق نہیں تو پھر وہ انکا مالک بھی نہیں ہوسکتا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ ارواح و اجسام کو صرف جوڑنے کا کام کرتا ہے تو اسکی حیثیت صرف ایک معمار کی ہوگئی اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اگر ارواح و اجسام خود بخود ہیں تو وہ بھی خدا کی مانند ہوگئے جو کہ خود بخود ہے۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ ارواح و اجسام کا خالق نہیں تو پھر اسکو ارواح و اجسام کی صفات کا بھی پورا پورا علم نہیں ہوسکتا کیونکہ خالق کو اپنی بنائی ہوئی چیز کی خصوصیات اور صفات کا پورا پورا علم ہوتا ہے لیکن غیر خالق کو نہیں ہوتا۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ ارواح و اجسام کا خالق نہیں تو پھر اسکا ارواح و اجسام پر قبضہ بھی ناحق اور ناجائز ہے۔ اس طرح تو پھر آریوں کے پرمیشر کی مثال اس بادشاہ کی طرح ہوگئی جس نے جبراً کسی ملک پر قبضہ کرلیا ہو۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ ارواح و اجسام کا خالق و مالک نہیں تو پھر کس حق کی بناء پر وہ اُنہیں ہزاروں لاکھوں جونوں کی سزا دیتا ہے؟ اللہ تعالیٰ اُنہیں دائمی نجات کیوں نہیں دیتا؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر آریوں کا پرمیشر رُوحوں کو دائمی نجات دے تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ ساری رُوحیں نجات پا جائیں گی اور اس طرح پرمیشر کے ہاتھ میں ایک رُوح بھی باقی نہیں رہے گی۔ کیونکہ بقول آریہ پرمیشر کوئی رُوح پیدا نہیں کرسکتا۔ اس طرح جب ساری روحیں نجات پا جائیں گی تو وہ کنگال ہو جائے گا اور اسکی پرمیشرگری ختم ہو جائیں گی۔ اس لئے آریوں کا پرمیشر یہ چالاکی کرتا ہے کہ جب وہ رُوحوں کو جنت میں داخل کرتا ہے تو ہر ایک رُوح کا کوئی نہ کوئی گناہ اپنے پاس چھپا کر رکھ چھوڑتا ہے اور پھر اُسی گناہ کے عوض وہ اسکو جنت سے نکال کر دوبارہ دُنیا میں بھیج دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اعتراضات پر جن کا ہم نے مفہوم بیان کیا ہے ماسٹر مرلیدھر صاحب نے لکھا کہ :

’’اس کا جواب یہ ہے کہ ایسی باتیں وہ لوگ کہتے ہیں کہ جن کو نہ تو رُوح کی ہی کیفیت معلوم ہے کہ وہ کیا ہے اور نہ مادہ کی ہی کیفیت کہ وہ کیا چیز ہے۔‘‘ **(سُرمہ چشم آریہ رُوحانی خزائن جلد 2 صفحہ 162)**

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا کہ : ’’واہ کیا عمدہ جواب دیا ہے۔ اگر ماسٹر صاحب کسی عدالت کے جج ہوں تو خوب ہی پُر بہار فیصلہ لکھیں۔‘‘ **(ایضاً صفحہ 162)** آپؑ نے فرمایا :

’’اَے نادانوں اور سمجھ کے ناقصو خدا کی کامل اور پوری خوبی کس بات میں ہے؟ آیا اس میں کہ وہ اپنی قدرت سے کچھ نہ کرسکے اور اس کی خدائی دوسروں کے سہارے سے چلتی ہو یا اس بات میں کہ وہ سب کچھ کرتا ہو اور اس کی خدائی اسی کی غیر متناہی طاقتوں سے چلتی ہو۔ ذرا اکیلے بیٹھ کر سوچو؟‘‘ **(ایضاً صفحہ 163)**

آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے خالق و مالک اور قادر مطلق ہونے پر ایک فصیح و بلیغ تقریر فرمائی۔ نیز روحوں کا حادث اور مخلوق ہونا ثابت فرمایا۔ جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں ماسٹر مُرلیدھر صاحب نے پورے مباحثہ میں سوائے بے اصل اور لایعنی اعتراض کرنے کے اور کچھ بھی نہیں کیا۔ نہ ہی کوئی علم و معرفت کی بات کی۔ نہ ہی حضرت مسیح موعود کے اعتراضات کا جواب دیا۔ گویا کہ اپنے مذہب و عقائد پر ہونے والے اعتراضات کا ایک ذرہ برابر بھی دفاع نہ کرسکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نہایت فصیح و بلیغ تقریر کے مقابلہ میں پھر انہوں نے ایک بے بنیاد اعتراض کرکے اپنی جان چھڑائی۔ انہوں نے لکھا :

’’مرزا صاحب اور سب اہل اسلام کا یہی اعتقاد ہے اور قرآن میں آیا ہے کہ جب آنحضرت (محمدؐ صاحب) سے لوگوں نے پوچھا کہ رُوح کیا چیز ہے تو آپ کچھ نہ بتلا سکے اور اُس وقت آیت نازل ہوئی کہ اَے محمدؐ کہہ دے کہ روح ایک امرِ ربی ہے سو مسلمانوں نے تو رُوح کو کیا سمجھا ہوگا۔ خدا نے اُنکے ہادی پر بھی روح کی کیفیت ظاہر نہیں کی۔ اور خدا کا بھی کیا جواب عمدہ ہے کہ روح امرِ ربی ہے کیا اور چیزیں امر ربی نہیں۔‘‘ **(ایضاً صفحہ 171)**

لالہ صاحب کا اشارہ اس آیت کی طرف تھا : وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل:86) اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ: ’’اور وہ تجھ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں تُو (انہیں) کہہ (کہ) رُوح میرے ربّ کے حکم سے (پیدا ہوئی) ہے اور تمہیں (اسکے متعلق) علم سے کم ہی (حصہ) دیا گیا ہے۔‘‘ اس میں کم علمی کا خطاب کفار سے ہے نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ ماسٹر مُرلیدھر صاحب کے اس اعتراض کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

’’اس وقت ماسٹر صاحب کی خوبی فہم اور جلد بازی کا تصور کرکے مجھے ایک حکایت یاد آ گئی ہے کہ ایک ایسا

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

سپریم کورٹ کا فیصلہ

بیٹیوں کیلئے باپ کی جائداد میں بیٹوں کے برابر حصہ

11؍اگست 2020 بروز منگل سپریم کورٹ کی طرف سے یہ فیصلہ آیا کہ بیٹیاں اپنے والد کی یا آبائی جائداد میں برابر کی حصّے دار ہونگی۔ یعنی اُن کو بیٹوں کے برابر حصہ ملے گا۔ شکر ہے کہ عدالت عظمیٰ کے اس فیصلے سے اب وہ بیٹیاں جو اپنے باپ کی جائداد سے محروم چلی آتی تھیں اب محروم نہیں رہیں گی۔ اس سلسلہ میں ’’ڈاکٹر وید پرتاپ ویدک‘‘ کا ایک مضمون **’’بیٹیاں حقدار لیکن کئی مشکلیں‘‘** اخبار ہند سماچار جالندھر 13؍اگست 2020 صفحہ 4 نظر سے گزرا۔ ان کے مضمون کی کچھ عبارتیں ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں :

❁ عدالت عظمیٰ کے تازہ فیصلے نے ملک کی بیٹیوں کو اپنے والد کی جائداد میں برابر کا حقدار بنا دیا ہے۔ عدالت کے پرانے فیصلے ردّ ہوگئے ہیں جن میں کئی چوں چِرا لگا کر بیٹیوں کو اپنی آبائی جائداد کا حق دیا گیا تھا۔ ❁ ہندو قانون میں یہ مانا جاتا ہے کہ بیٹی کی جوں ہی شادی ہوئی وہ پرائی بن جاتی ہے۔ ماں باپ کی جائداد میں اس کا کوئی حق نہیں رہتا۔ پیہر (ماں باپ کا گھر) کے معاملوں میں اس کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ ❁ اس فیصلے کا سب سے بڑا سندیش تو یہ ہے کہ اگر ہندو قانون میں سدھار ہوسکتا ہے تو مسلم، عیسائی، سکھ وغیرہ قوانین میں سدھار کیوں نہیں ہوسکتا؟ ❁ یہ تاریخی فیصلہ کئی نئے سوالوں کو بھی جنم دے گا جیسے والد کی جائداد پر تو اس کی اولاد کا برابر کا حق ہوگا لیکن کیا یہ اصول ماں کی جائداد پر بھی نافذ ہوگا؟ ❁ آج کل کئی لوگ کئی کئی وجوہات سے اپنی جائدادیں اپنے نام پر رکھنے کی بجائے اپنی بیوی کے نام کروا دیتے ہیں کیا ایسی جائدادوں پر بھی عدالت کا یہ نیا اصول لاگو ہوگا؟ ❁ اس مسئلہ کا توڑ یہ بھی نکالا جائیگا کہ والد اپنی جائدادیں اپنے نام کروانے کی بجائے پہلے دن سے ہی اپنے بیٹوں کے نام کروانے لگیں گے۔ وہ عدالت کو کہیں گے کہ تُو ڈال ڈال تو ہم پات پات!

● ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ : اس فیصلے کا سب سے بڑا سندیش تو یہ ہے کہ اگر ہندو قانون میں سدھار ہوسکتا ہے تو مسلم، عیسائی، سکھ وغیرہ قوانین میں سدھار کیوں نہیں ہوسکتا؟ اس بات نے ہمیں کچھ لکھنے پر آمادہ کیا۔ اس ضمن میں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم ایک کامل اور مکمل قانون ہے اور قیامت تک کے لئے ہے اور قیامت تک اس میں کسی قسم کی سُدھار یا کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا قانون ہے اور اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہستی ہے اس کو قیامت تک آنے والے زمانے کا علم ہے اس لئے اس نے اپنے دائمی قانون قرآن کریم میں ہر طرح کی گنجائش اور زمان و مکان کا خیال رکھ لیا ہے۔ ● ہمارا ماننا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم سے پہلے جتنی بھی شریعتیں نازل ہوئیں، جو بھی مذہبی قوانین اللہ تعالیٰ نے وید، توریت یا انجیل کی صورت میں نازل فرمائے وہ ایک خاص وقت اور خاص قوم کیلئے تھے۔ جب وہ وقت آ گیا کہ ساری دُنیا کو ایک ہی وقت میں مخاطب کیا جا سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپؐ کو قرآن کریم جیسی کامل و مکمل اور دائمی شریعت عطا کی۔ ● قرآن کریم کے کامل شریعت ہونے کا ذکر اللہ تعالیٰ سورہ مائدہ کی آیت 4 میں اِن الفاظ میں فرماتا ہے : اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ یعنی آج میں نے تمہارے (فائدہ کے) لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔ ایک یہودی اس آیت سے اس قدر متاثر تھا کہ اُس نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اگر یہ آیت ہم میں نازل ہوتی تو ہم اس دن عید مناتے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ مجھے یاد ہے یہ آیت کب اور کس دن نازل ہوئی تھی۔ وہ عرفہ کا دن تھا اور جمعہ بھی تھا۔ اس دن ہمارے لئے دو دو عیدیں جمع ہوگئی تھیں۔ لکھا ہے کہ یہ یہودی کعب الاحبار تھے جو بعد میں مسلمان ہوگئے تھے۔ ● اس زمانے کے کلکی اَوتار، کرشن، مسیح اور مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے بلا استثناء ہر ایک کو چیلنج دیا کہ: ’’اگر کوئی شخص ایک ذرّہ کا ہزارم حصہ بھی قرآن شریف کی تعلیم میں کچھ نقص نکال سکے یا بمقابلہ اس کے اپنی کسی کتاب کی ایک ذرّہ بھر کوئی ایسی خوبی ثابت کرسکے کہ جو قرآنی تعلیم کے برخلاف ہو اور اس سے بہتر ہو تو ہم سزائے موت بھی قبول کرنے کو طیار ہیں۔‘‘ (براہین احمدیہ، جلد 1، صفحہ 298، حاشیہ 2) پس اگر نقص ہی کوئی نہ ہو تو سُدھار کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس مختصر تمہید کے بعد ہم عرض کرتے ہیں کہ اسلام میں ترکہ کی تقسیم کا ایک نہایت وسیع اور مکمل قانون موجود ہے۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے یہ جو لکھا ہے ’’اگر ہندو قانون میں سدھار ہوسکتا ہے تو مسلم، عیسائی، سکھ وغیرہ قوانین میں سدھار کیوں نہیں ہوسکتا؟‘‘ محض لاعلمی کی بنا پر مگر اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ لکھا ہے کیونکہ جہاں تک ہمیں علم ہے انسانیت ان کا مذہب ہے اور ہر ایک کے ساتھ محبت اور ہمدردی ان کا دھرم۔ ہم نے دیکھا کہ چین میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف انہوں نے آواز بلند کی اور ابھی چند دن قبل انہوں نے چین میں عیسائیوں پر ہونے والے مظالم کے متعلق بھی لکھا۔ اور دو دن قبل کی بات ہے کہ انہوں نے وزیر اعلیٰ یوپی یوگی آدتیہ ناتھ کو نیک صلاح دی کہ ایودھیا کے دھنی پور گاؤں میں مسجد کی سنگ بنیاد کے موقع پر سنّی وقف بورڈ کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے انہیں سنگ بنیاد کی تقریب میں جانا چاہئے۔ جبکہ وزیر اعلیٰ نے کہا تھا کہ مَیں نہیں جاؤں گا کیونکہ مَیں یوگی ہوں اور ہندو ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کا مؤقف تھا کہ وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے اگر یہ مندر کی سنگ بنیاد میں حصہ لے سکتے ہیں تو انہیں مسجد کی سنگ بنیاد میں بھی جانا چاہئے۔

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے غزوۂ احد کے موقعے پر فرمایا تھا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تیر چلاتے جاؤ۔ اے بھرپور طاقتور نوجوان! تیر چلاتے جاؤ

ابتدائے اسلام میں ایمان لانے والے، مکّی دَور میں تکالیف برداشت کرنے والے، نبی اکرم ﷺ کی پہرے داری کا شرف پانے والے، دینِ اسلام اور خلافت کی غیرت رکھنے والے، مستجاب الدعوات، فارس الاسلام، فاتح عراق، آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت سعد بن ابی وقّاص رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

پانچ مرحومین مکرمہ بشریٰ اکرم صاحبہ اہلیہ محمد اکرم باجوہ صاحب (ناظر تعلیم القرآن و وقفِ عارضی ربوہ)، مکرم اقبال احمد ناصر صاحب پیر کوٹی، مکرمہ غلام فاطمہ فہمیدہ صاحبہ اہلیہ محمد ابراہیم صاحب آف دولیاہ جٹاں ضلع کوٹلی کشمیر، مکرم محمد احمد انور صاحب حیدر آبادی اور مکرم سلیم حسن الجابی صاحب آف سیریا کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24؍جولائی 2020ء بمطابق 24؍وفا 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ۔

حضرت سعدؓ کا ذکر چل رہا تھا۔ حضرت سعدؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر، احد، خندق، حدیبیہ، خیبر، فتح مکہ سمیت تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین تیر انداز صحابہ میں سے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء ثالث، صفحہ 105، سعد بن ابی وقاص، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1990ء)

حضرت سعدؓ کے بارے میں ایک روایت میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جنگیں لڑیں ان میں سے ایک جنگ میں ایک وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوائے حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ کے کوئی نہ رہا۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل طلحۃ والزبیر 2415)

حضرت سعدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات کیلئے نکلنے کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کیلئے نکلتے تھے اور حالت یہ تھی کہ ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ ہوتی سوائے درختوں کے پتے ہی۔ ہمارا یہ حال تھا کہ ہم میں سے ہر ایک اس طرح مینگنیاں کرتا جیسے اونٹ لید کرتا ہے یا بکریاں مینگنیاں کرتی ہیں یعنی خشک، ان میں نرمی بالکل نہیں ہوتی تھی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ ان ایام میں ہماری خوراک ببول کے درخت، یہ ایک قسم کا کانٹے دار درخت ہوتا ہے اس کی بیلیں ہوا کرتی تھیں۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب سعد بن ابی وقاص، حدیث نمبر 3728)
(جامع ترمذی، ابواب الزہد، باب ما جاء فی معیشۃ اصحاب النبی ﷺ، حدیث نمبر 2366)

حضرت سعدؓ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اللہ کی راہ میں خون بہایا اور آپؓ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور یہ واقعہ سریہ حضرت عُبَیدہ بن حَارِث کا ہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ، باب فضل سعد بن ابی وقاص، حدیث نمبر 131) (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جزء ثانی، صفحہ 607، دار الجیل بیروت) (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، جزء ثانی، صفحہ 453، سعد بن مالک، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 2003ء)

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ربیع الاول سن دو ہجری میں ایک سریہ ہوا جسے سریہ حضرت عبیدہ بن حارث کہتے ہیں۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے، یہ پہلے بھی کچھ حصہ بلکہ میرا خیال ہے سارا میں بیان کر چکا ہوں لیکن بہرحال یہاں بھی ان کے حوالے سے بیان کر دیتا ہوں۔

ماہ ربیع الاول کے شروع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار عُبَیدَہ بِنْ حَارِثْ مُطَّلَبِی کی امارت میں ساٹھ شتر سوار یا اونٹ سوار مہاجرین کا ایک دستہ روانہ کیا۔ اس مہم کی غرض قریش مکہ کے حملوں کی پیش بندی تھی۔ چنانچہ جب عُبَیدہ بن حارث اور ان کے ساتھی کچھ مسافت طے کر کے ثَنِیَّۃُ الْمَرَّۃ (ثَنِیَّۃُ الْمَرَّۃ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہجرت کرتے ہوئے اس مقام سے گزرے تھے۔ بہرحال جب یہ اس) مقام کے پاس پہنچے تو ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ قریش کے 200 مسلح نوجوان عِکْرِمَہ بن ابوجہل کی کمان میں ڈیرہ ڈالے پڑے ہیں۔ فریقین ایک دوسرے کے سامنے ہوئے اور ایک دوسرے کے مقابلہ میں کچھ تیر اندازی بھی ہوئی لیکن پھر مشرکین کا گروہ یہ خوف کھا کر کہ مسلمانوں کے پیچھے کچھ کمک مخفی نہ ہو ان کے مقابلہ سے پیچھے ہٹ گیا اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا نہیں کیا۔ البتہ مشرکین کے لشکر میں سے 2 شخص حضرت مقداد بن عمرو اور حضرت عُتْبہ بن غَزْ وَان عکرمہ بن ابوجہل کی کمان سے خود بھاگ کر مسلمانوں کے ساتھ آملے اور لکھا ہے کہ وہ اسی غرض سے قریش کے ساتھ نکلے تھے کہ موقع پا کر مسلمانوں میں آملیں۔ کیونکہ وہ دل سے مسلمان تھے مگر بوجہ اپنی کمزوری کے قریش سے ڈرتے ہوئے ہجرت نہیں کر سکتے تھے۔

(معجم البلدان، جلد 2، صفحہ 99-100، دار الکتب العلمیۃ بیروت) (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 328)

جمادی الاولیٰ 2 ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاصؓ کو آٹھ مہاجرین کے ایک دستہ پر امیر مقرر فرما کر قریش کی خبر رسانی کیلئے خَرَّار مقام کی طرف روانہ فرمایا۔ خَرَّار بھی حجاز میں جُحْفَہ کے قریب ایک علاقہ ہے۔ بہرحال یہ لوگ وہاں گئے مگر دشمن سے ان کا سامنا نہیں ہوا۔

(معجم البلدان، جلد 2، صفحہ 400 دار الکتب العلمیہ بیروت) (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 329-330)

پھر سریہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ کا ذکر ہے جو جمادی الآخر دو ہجری میں ہوا تھا۔ اس سریے میں حضرت سعدؓ بھی شامل ہوئے تھے اور اسکا بھی ذکر میں پہلے ایک دفعہ کر چکا ہوں لیکن ''سیرت خاتم النبیینؐ'' کے حوالے سے یہاں مختصر ذکر کر دیتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ فرمایا کہ قریش کی حرکات وسکنات کا زیادہ قریب سے ہو کر علم حاصل کیا جاوے تاکہ ان کے متعلق ہر قسم کی ضروری اطلاع بر وقت میسر ہو جاوے اور مدینہ ہر قسم کے اچانک حملوں سے محفوظ رہے۔ چنانچہ اس غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ مہاجرین کی ایک پارٹی تیار کی اور مصلحتاً اس پارٹی میں ایسے آدمیوں کو رکھا جو قریش کے مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے تاکہ قریش کے مخفی ارادوں کے متعلق خبر حاصل کرنے میں آسانی ہو اور اس پارٹی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پھوپھی زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جحش کو امیر مقرر فرمایا۔ آپؐ نے اس سریہ کو روانہ کرتے ہوئے اس سریہ کے امیر کو بھی یہ نہیں بتایا کہ تمہیں کہاں اور کس غرض سے بھیجا جا رہا ہے بلکہ چلتے ہوئے انکے ہاتھ میں ایک سر بمہر خط دے دیا، sealed خط تھا اور فرمایا کہ اس خط میں تمہارے لیے ہدایات درج ہیں۔ جب تم مدینہ سے دو دن کا سفر طے کر لو تو پھر اس خط کو کھول کر اسکی ہدایات کے مطابق عمل کرنا۔ بہرحال آخر دو دن کی مسافت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو، اس خط کو کھول کر دیکھا تو اس میں یہ الفاظ درج تھے کہ تم مکہ اور طائف کے درمیان وادی نَخْلَہ میں جاؤ اور وہاں جا کر قریش کے حالات کا علم لو اور پھر ہمیں اطلاع کر دو۔ آپؐ نے خط کے نیچے یہ ہدایت بھی لکھی تھی کہ اس مشن کے معلوم ہونے کے بعد اگر تمہارا کوئی ساتھی اس پارٹی میں شامل رہنے سے متأمل ہو اور واپس چلا آنا چاہے تو اسے واپس آنے کی اجازت دے دو۔ عبداللہ نے آپؐ کی یہ ہدایت اپنے ساتھیوں کو دی اور سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم بخوشی اس خدمت کیلئے حاضر ہیں۔ کوئی واپس نہیں جائے گا۔ اسکے بعد یہ جماعت وادیٔ نخلہ کی طرف روانہ ہوئی۔

راستے میں سعد بن ابی وقاصؓ اور عُتْبہ بن غَزْ وَانؓ کا اونٹ کہیں کھو گیا اور وہ اس کو تلاش کرتے کرتے اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گئے اور باوجود بہت تلاش کے انہیں نہ مل سکا۔ یہ جو آٹھ آدمیوں کی پارٹی تھی اب باقی یہ صرف چھ رہ گئے۔ یہ چلتے رہے۔ اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ایک مستشرق مسٹر مارگولیس کا ذکر کیا ہے کہ وہ اپنی روایت کے مطابق شبہات پیدا کرنے کیلئے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور ان کے ساتھی کے بارے میں لکھتا ہے کہ

سعد بن ابی وقاصؓ اور عتبہؓ نے جان بوجھ کر اپنا اونٹ چھوڑ دیا تھا اور اس بہانہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ ان جاں نثارانِ اسلام پر، جن کی زندگی کا ایک ایک واقعہ ان کی شجاعت اور فدائیت پر شاہد ہے اور جن میں سے ایک غزوۂ بئر معونہ میں کفار کے ہاتھوں شہید ہوا اور دوسرا کئی خطرناک معرکوں میں نمایاں حصہ لے کر بالآخر عراق کا فاتح بنا، اس قسم کا شبہ کرنا اور شبہ بھی محض اپنے من گھڑت خیالات کی بنا پر کرنا یہ مسٹر مارگولیس ہی کا حصہ ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ مارگولیس صاحب اپنی کتاب میں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب ہر قسم کے تعصب سے پاک ہو کر لکھی ہے۔

بہرحال مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت نخلہ پہنچی اور معلومات جو لینی تھیں ان کیلئے اپنے کام میں مصروف ہو گئی اور ان میں سے بعض نے اخفائے راز کیلئے اپنے سر کے بال منڈوا دیے تاکہ راہگیر وغیرہ ان کو عمرے کے خیال سے آئے ہوئے لوگ سمجھ کر کسی قسم کا شبہ نہ کریں۔ لیکن ابھی انکو وہاں پہنچے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اچانک وہاں قریش کا ایک چھوٹا سا قافلہ آپہنچا جو طائف سے مکہ کی طرف جا رہا تھا اور ہر دو جماعتیں ایک دوسرے کے سامنے ہو گئیں اور حالات ایسے بن گئے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسلمانوں نے آخر اپنی مرضی کے خلاف یہی فیصلہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی یہی تھا لیکن حالات کی وجہ سے یہی فیصلہ کیا کہ قافلے پر حملہ کر کے یا تو قافلے والوں کو قید کر لیا جاوے یا مار دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اللہ کا نام لے کر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں کفار کا ایک آدمی

مارا گیا اور دو آدمی قید ہو گئے لیکن بدقسمتی سے چوتھا آدمی بھاگ کر نکل گیا اور مسلمان اسے پکڑ نہ سکے اور اس طرح انکی یہ تجویز کامیاب ہوتے ہوتے رہ گئی۔ بہر حال اسکے بعد مسلمانوں نے قافلے کے سامان پر قبضہ کر لیا اور قیدی اور سامانِ غنیمت لے کر جلد جلد مدینے کی طرف واپس لوٹ آئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ علم ہوا کہ صحابہ نے قافلے پر حملہ کیا تھا تو آپؐ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا مَاۤ اَمَرْتُكُمْ بِقِتَالٍ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ کہ میں نے تمہیں شہرِ حرام میں لڑنے کی اجازت نہیں دی تھی اور آپ نے مالِ غنیمت لینے سے انکار کر دیا۔ دوسری طرف قریش نے بھی شور مچا دیا کہ مسلمانوں نے شہرِ حرام کی حرمت کو توڑا ہے اور بڑا اس لیے بھی کہ جو آدمی مارا گیا تھا وہ عمرو بن حزرمی تھا۔ یہ ایک بہت بڑا رئیس تھا۔ بہر حال اس دوران میں ان کے آدمی، کفار کے آدمی اپنے دو قیدیوں کو چھڑانے کیلئے مدینہ بھی پہنچ گئے لیکن چونکہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عُتبہ بن غَزْوَانؓ واپس نہیں آئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے متعلق سخت خدشے میں تھے، خدشہ تھا کہ اگر قریش کے ہاتھ وہ پڑ گئے تو قریش انہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی واپسی تک قیدیوں کو چھوڑنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میرے آدمی بخیریت مدینہ پہنچ جائیں گے تو پھر مَیں تمہارے آدمیوں کو چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ وہ دونوں واپس پہنچ گئے تو آپؐ نے دونوں قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ ان دو میں سے ایک شخص پر مدینہ کے قیام کا ایسا اثر ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا اور بئر معونہ کے موقع پر شہید ہوا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 330 تا 334)

غزوۂ بدر کے موقعے پر جنگ سے پہلے کے حالات بیان کرتے ہوئے بھی حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیزی کے ساتھ بدر کی طرف بڑھنے شروع ہوئے اور جب آپؐ بدر کے قریب پہنچے تو کسی خیال کے ماتحت جس کا ذکر روایات میں نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے پیچھے سوار کر کے اسلامی لشکر سے کچھ آگے نکل گئے۔ اس وقت آپؐ کو رستے میں ایک بوڑھا بدوی ملا جس سے آپؐ کو باتوں باتوں میں یہ معلوم ہوا کہ اس وقت قریش کا لشکر بدر کے بالکل پاس پہنچا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر سن کر واپس تشریف لے آئے اور حضرت علیؓ، حضرت زُبیر بن عوامؓ اور حضرت سَعد بن ابی وَقّاصؓ کو دریافت حال کے لیے آگے روانہ فرمایا۔ جب یہ لوگ بدر کی وادی میں گئے تو اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ مکہ کے چند لوگ ایک چشمہ سے پانی بھر رہے ہیں۔ ان صحابیوں نے اس جماعت پر حملہ کر کے ان میں سے ایک حبشی غلام کو پکڑ لیا اور اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ آپؐ نے نرمی سے اس سے دریافت فرمایا کہ لشکر اس وقت کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا اس سامنے والے ٹیلے کے پیچھے ہے۔ آپؐ نے پوچھا کہ لشکر میں کتنے آدمی ہیں۔ اس نے کہا بہت ہیں مگر پوری تعداد مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا یہ بتاؤ کہ ان کیلئے ہر روز کتنے اونٹ ذبح ہوتے ہیں۔ اس نے کہا دس ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس لشکر میں ایک ہزار آدمی معلوم ہوتے ہیں اور حقیقتاً وہ اتنے ہی تھے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 355-356)

یہ حصہ بھی شاید کچھ تفصیل سے مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ غزوۂ بدر کے موقعے پر حضرت سعدؓ کی بہادری کے بارے میں روایت ملتی ہے کہ غزوۂ بدر کے موقعے پر حضرت سعدؓ پیدل ہونے کے باوجود شہ سواروں کی طرح بہادری سے لڑ رہے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء ثالث، صفحہ 104، سعد بن ابی وقاص، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1990ء)

اسی وجہ سے حضرت سعدؓ کو ''فارس الاسلام'' کہا جاتا تھا یعنی اسلام کا شہ سوار۔

(عمدۃ القاری، شرح صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 305، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 2001ء)

غزوۂ احد کے موقعے پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اُن گنتی کے چند لوگوں میں سے تھے جو سخت افراتفری کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ثابت قدم رہے۔

(ماخوذ از خطبات طاہر (تقاریر جلسہ سالانہ قبل از خلافت) تقریر جلسہ سالانہ 1979ء، صفحہ 337)

غزوۂ احد کے موقعے پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا بھائی عتبہ بن ابی وقاص مشرکین کی طرف سے جنگ میں شریک ہوا تھا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ بھی کیا تھا۔ اس واقعہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی ایک تقریر میں اس طرح بیان فرمایا تھا کہ عتبہ وہ بدبخت انسان تھا جس نے شدید حملہ کر کے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے کے دو دندانِ مبارک شہید کیے اور دہنِ مبارک کو سخت زخمی کر دیا۔ عتبہ کے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مسلمانوں کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ جب ان کو عتبہ کی بدبختی کا علم ہوا تو جوشِ انتقام سے ان کا سینہ کھولنے لگا۔ آپؓ فرماتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے بھائی کے قتل پر ایسا حریص ہو رہا تھا کہ شاید کبھی کسی اَور چیز کی مجھے ایسی حرص نہ لگی ہو۔ دو مرتبہ دشمن کی صفوں کا سینہ چیر کر اس ظالم کی تلاش میں نکلا کہ اپنے ہاتھ سے اس کے ٹکڑے اڑا کر اپنا سینہ ٹھنڈا کروں مگر وہ مجھے دیکھ کر ہمیشہ اس طرح کترا کر نکل جاتا تھا جس طرح لومڑی کترا جایا کرتی ہے۔ آخر جب میں نے تیسری مرتبہ اس طرح گھس جانے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ شفقت مجھ سے فرمایا کہ اے بندۂ خدا! تیرا کیا جان دینے کا ارادہ ہے؟ چنانچہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روکنے سے اس ارادے سے باز رہا۔

(ماخوذ از خطبات طاہر (تقاریر جلسہ سالانہ قبل از خلافت) تقریر جلسہ سالانہ 1979ء، صفحہ 346)

غزوۂ احد کے موقعے پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ثابت قدم صحابہ تھوڑے رہ گئے اس وقت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں لکھا ہے کہ ''حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تیر پکڑاتے جاتے تھے اور حضرت سعدؓ یہ تیر دشمن پر بے تحاشا چلاتے جاتے تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے فرمایا تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں برابر تیر چلاتے جاؤ۔ سعدؓ اپنی آخری عمر تک ان الفاظ کو نہایت فخر کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 495)

ایک روایت میں بیان ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن اپنے ترکش سے تیر نکال کر میرے لیے بکھیر دیے اور آپؐ نے فرمایا تیر چلاؤ تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ......، حدیث نمبر 4055)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی کیلئے اپنے ماں باپ فدا کرنے کی دعا دیتے نہیں سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے غزوۂ احد کے موقعے پر فرمایا تھا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تیر چلاتے جاؤ۔ اے بھرپور طاقتور نوجوان! تیر چلاتے جاؤ۔

(جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب ارم فداک ابی وامی، حدیث نمبر 3753)

یہاں یہ بیان بھی قابل ذکر ہے، یہ نوٹ بھی آیا ہوا ہے کہ حضرت سعدؓ کے علاوہ تاریخ میں حضرت زُبیر بن عوامؓ کا نام بھی ملتا ہے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ یعنی تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔

(بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب مناقب الزبیر بن العوامؓ، حدیث نمبر 3720)

غزوۂ اُحُد کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ اُحُد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے اپنے والدین کو اکٹھا کیا۔ انہوں نے کہا کہ مشرکوں میں سے ایک آدمی تھا جس نے مسلمانوں میں آگ لگا رکھی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یعنی حضرت سعدؓ سے فرمایا تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ قربان۔ حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے وہ تیر جس کا پھل نہیں تھا اس کے پہلو میں مارا جس کی وجہ سے وہ مر گیا اور اس کا ستر کھل گیا اور میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوشی سے ہنس پڑے۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضل سعد بن ابی وقاص 2412)

ایک دوسری روایت میں یہ واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ اس مشرک نے (تاریخ کی کتابوں میں اس کا نام حِبَّان بتایا جاتا ہے) ایک تیر چلایا جو حضرت امّ ایمن کے دامن میں جا لگا جبکہ وہ زخمیوں کو پانی پلانے میں مصروف تھیں۔ اس پر حِبَّان ہنسنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو ایک تیر پیش کیا وہ تیر حِبَّان کے حلق میں جا لگا اور وہ پیچھے گر پڑا جس سے اس کا ننگ ظاہر ہو گیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے۔

(الاصابہ، جلد 3، صفحہ 64 سعد بن مالک، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

صحیح مسلم کی جو یہ حدیث بیان ہوئی ہے اس کے متعلق وہاں جو ہماری نور فاؤنڈیشن ہے انہوں نے ابھی جو ترجمہ کیا ہے اس میں یہ نوٹ لکھا ہے اور اچھا نوٹ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوشی اللہ کے اس احسان پر تھی کہ اس نے ایک خطرناک دشمن کو ایک ایسے تیر سے راستے سے ہٹایا جس کا پھل بھی نہیں تھا۔

(صحیح مسلم، جلد 13، صفحہ 41، شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

ایک روایت میں ہے کہ غزوۂ احد کے دن حضرت سعدؓ نے ایک ہزار تیر برسائے۔

(روشن ستارے از غلام باری سیف، جلد 2، صفحہ 71)

صلح حدیبیہ کے موقعے پر صلح نامہ پر جن صحابہ نے بطور گواہ دستخط کیے ان میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بھی شامل تھے۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 769)

فتح مکہ کے موقعے پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء ثالث، صفحہ 105، سعد بن ابی وقاص، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1990ء)

حَجَّۃُ الْوَدَاع کے موقعے پر حضرت سعدؓ بیمار ہو گئے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں مکہ میں بیمار ہو گیا اور موت کے قریب پہنچ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کرنے میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور میری وارث میری صرف ایک بیٹی ہے تو کیا میں دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ مَیں نے عرض کیا پھر نصف مال صدقہ کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ مَیں نے عرض کی پھر ایک تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے مگر یہ بھی بہت زیادہ ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر تم اپنی اولاد کو مالدار چھوڑ و تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں تنگ دست چھوڑ دو کہ وہ لوگوں سے مانگتے پھریں اور جو بھی تم خرچ کرو گے اس کا تمہیں اجر ملے گا یہاں تک کہ اس لقمے پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اپنی ہجرت میں پیچھے رہ جاؤں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم پیچھے رہ بھی گئے تب بھی جو عمل تم اللہ کی رضامندی کیلئے کرو گے اس سے تمہارا درجہ اور مرتبہ بلند ہو گا اور ساتھ یہ بھی اظہار فرما دیا کہ مجھے امید ہے تم میرے بعد زندہ رہو گے یہاں تک کہ قومیں تم سے فائدہ اٹھائیں گی اور کچھ لوگ نقصان اٹھائیں گے۔

(صحیح بخاری، کتاب الفرائض، باب میراث البنات، حدیث نمبر 6733)

ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! میرے صحابہ کیلئے ان کی ہجرت پوری فرما اور ان کو ان کی ایڑھیوں کے بل نہ لوٹانا۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب رثاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد بن خولہ، حدیث نمبر 1295)

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں بیمار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کیلئے تشریف لائے اور پوچھا کیا تم نے وصیت کر دی ہے۔ مَیں نے عرض کی جی۔ آپؐ نے پوچھا کتنی؟ میں نے عرض کی میرا سارا مال اللہ کی راہ میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو اپنی اولاد کیلئے کیا چھوڑا ہے؟ مَیں نے عرض کی وہ مالدار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر دسویں حصے کی وصیت کر دو۔ حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ مَیں اسی طرح کہتا رہا اور آپؐ اسی طرح فرماتے رہے۔ حضرت سعدؓ زیادہ مال صدقہ کرنا چاہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کم کرنے کی تلقین فرما رہے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک تہائی مال کی وصیت

کردواور ایک تہائی بھی بہت زیادہ ہے۔

(سنن نسائی، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ بالثلث، حدیث نمبر 3661)

بہرحال جو علم رکھنے والے ہیں اور فقہ والے بھی اس روایت سے یہ استنباط کرتے ہیں کہ ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت نہیں ہوسکتی۔ (جامع ترمذی، ابواب الوصایا، باب ماجاء فی الوصیۃ بالثلث، حدیث نمبر 2116)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ

’’احادیث بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ اپنے اخراجات نکال کر باقی سارا مال تقسیم کردینا اسلامی حکم نہیں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں یَجِیْءُ اَحَدُکُمْ بِمَالِہٖ کُلِّہٖ یَتَصَدَّقُ بِہٖ وَیَجْلِسُ یَتَکَفَّفُ النَّاسَ اِنَّمَا الصَّدَقَۃُ عَنْ ظَھْرِ غِنًی۔ یعنی تم میں سے بعض لوگ اپنا سارا مال صدقہ کیلئے لے آتے ہیں اور پھر لوگوں کے آگے سوال کیلئے ہاتھ پھیلا دیتے ہیں۔ صدقہ صرف زائد مال سے ہوتا ہے۔ اسی طرح فرماتے ہیں إِنْ تَذَرْ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ یعنی اگر تو اپنے ورثاء کو دولت مند چھوڑ جائے تو یہ زیادہ اچھا ہے بہ نسبت اس کے کہ تُو ان کو غریب چھوڑ جائے اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو ثلث مال کے تقسیم کردینے کی اجازت چاہی مگر آپؐ نے انہیں منع فرمایا۔ پھر انہوں نے آدھا مال تقسیم کرنا چاہا۔ تو اس سے بھی منع فرمایا۔ پھر انہوں نے تیسرے حصہ کے تقسیم کردینے کی اجازت چاہی تو اس حصہ کی آپؐ نے اجازت دے دی مگر ساتھ ہی فرمایا’’ کہ یعنی تیسرے حصہ کی وصیت بھی کثیر ہے دو ثلث بھی کثیر ہے۔’’ اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ ......غرض یہ خیال کہ اسلام کا یہ حکم ہے کہ جو مال ضرورت سے زائد بچے اسے تقسیم کردینا چاہیے بالکل خلاف اسلام اور خلاف عمل صحابہؓ ہے۔’’ کیونکہ صحابہ کے عمل ایسے تھے۔’’جن میں سے بعض کی وفات پر لاکھوں روپیہ ان کے ورثاء میں تقسیم کیا گیا۔’’ (تفسیر کبیر، جلد2، صفحہ 494)

ایک روایت میں بیان ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں مکہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کیلئے تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا تو میں نے آپؐ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اپنے دل پر محسوس کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ رکھ کر مجھے فرمایا کہ تمہیں تو دل کی تکلیف ہے پس تم حارث بن کَلَدَہ کے پاس جاؤ جو بنوثَقِیف کا بھائی ہے وہ طبیب ہے اور اسے کہو کہ وہ مدینے کی سات عجوہ کھجوروں کو ان کی گٹھلیوں سمیت پیس لے اور تمہیں بطور دوائی پلائے۔

(الطبقات الکبریٰ، جزو ثالث، صفحہ 108، سعد بن ابی وقاص، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1990ء)

ایک روایت میں بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے میں ایک شخص کو خاص طور پر متعین فرمایا کہ وہ حضرت سعد ؓ کا خیال رکھے اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ اگر حضرت سعد ؓ مکے میں فوت ہوجائیں تو انہیں ہرگز مکے میں نہ دفنایا جائے بلکہ مدینہ لایا جائے اور وہاں دفن کیا جائے۔

(طبقات ابن سعد، جزو ثالث، صفحہ 108، سعد بن ابی وقاص، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1990ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعد ؓ کا شکار کے بارے میں واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گو خود شکار نہیں کیا کرتے تھے مگر حدیثوں سے ثابت ہے کہ آپؐ شکار کروایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک غزوہ میں آپؐ نے سعد بن ابی وقاص ؓ کو بلایا اور فرمایا کہ دیکھو وہ ہرن جارہا ہے اسے تیر مارو۔ جب وہ تیر مارنے لگے تو آپ نے پیار سے اپنی ٹھوڑی ان کے کندھے پر رکھ دی اور فرمایا اے خدا اس کا نشانہ بے خطا کر دے۔’’ (تفسیر کبیر، جلد5، صفحہ 124)

حضرت سعد ؓ کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بھی عطا فرمائی کہ عراق آپ ؓ کے ہاتھوں پر فتح ہوا۔ غزوۂ خندق کے موقعے پر ایک مرتبہ صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ خندق میں ایک چٹان آگئی ہے جو ٹوٹتی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور تین کدالیں اس چٹان پر ماریں اور ہر بار چٹان کچھ ٹوٹی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے اللہ اکبر! کہا اور آپؐ کی اتباع میں صحابہ نے بھی نعرہ لگایا۔ اس موقع پر ایک ضرب پر آپؐ نے فرمایا کہ مجھے مَدَائن کے سفید محلات گرتے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔ آپؐ نے جو دیکھا وہ حضرت سعد ؓ کے ہاتھوں پورا ہوا۔ (ماخوذ از روشن ستارے، جلد2، صفحہ 79)

عرب کے ماحول میں دو بڑی طاقتیں تھیں۔ ایک کِسریٰ کی، دوسری قیصر کی۔ عراق کا بڑا حصہ کسریٰ کے زیرنگیں تھا اور مدین میں ان کے شاہی محلات تھے۔ مدائن، قادسیہ، نَہَاوَند اور جَلُولاء کے مشہور معرکے حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کے زیر قیادت لڑے گئے۔

مدائن کا تعارف یہ ہے کہ عراق میں بغداد سے کچھ فاصلے پر جنوب کی طرف دریائے دجلہ کے کنارے واقع ہے۔ چونکہ یہاں یکے بعد دیگرے کئی شہر آباد ہوئے اس لیے عربوں نے اسے مدائن یعنی کئی شہروں کا مجموعہ کہنا شروع کردیا۔

قادسیہ بھی عراق کا ایک شہر تھا جہاں مسلمانوں اور فارسیوں کے درمیان مشہور جنگ لڑی گئی جسے جنگِ قادسیہ کہتے ہیں اور موجودہ قادسیہ کا شہر کوفے سے پندرہ فرسخ کے فاصلے پر ہے۔

نَہَاوَنْد: یہ موجودہ ایران میں واقع ایک شہر ہے جو ایرانی صوبہ ہمدان میں اس کے دارالحکومت ہمدان سے 70 کلومیٹر جنوب میں واقع ہے۔

جَلُولاء موجودہ عراق کا شہر ہے جو دریائے دَجْلَۃُ الْاَیْمَن کے کنارے واقع ہے۔ یہاں مسلمانوں اور فارسیوں کے درمیان جنگ لڑی گئی۔ اس کا نام جَلُولاء اس لیے رکھا گیا کہ یہ شہر ایرانیوں کی لاشوں سے بھر گیا تھا۔

عراق میں حضرت ابوبکر ؓ کے زمانے میں حضرت مُثَنّٰی بن حَارِثہ نے ایرانیوں کے بار بار تنگ کرنے کی وجہ سے بارڈر پہ چڑھائی کی اجازت چاہی۔ حضرت ابوبکر ؓ نے انہیں اجازت دے دی۔ حضرت خالد بن ولید ؓ کو ایک بڑی جمعیت کے ساتھ ان کی مدد کیلئے روانہ فرمایا۔ جب ملک شام سے حضرت ابوعبیدہ ؓ نے دربارِ خلافت سے کمک طلب کی تو حضرت ابوبکر ؓ نے حضرت خالد ؓ کو ان کی مدد کیلئے بھجوادیا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے عراق میں حضرت مُثَنّٰی کو اپنا جانشین مقرر کیا لیکن حضرت خالد ؓ کے عراق سے جانے کے ساتھ ہی یہ مہم سرد پڑ گئی۔ جب حضرت عمر ؓ خلیفہ ہوئے تو آپ ؓ نے ازسرنو عراق کی مہم کی طرف توجہ فرمائی۔ حضرت مُثَنّٰی نے بُوَیب اور دیگر جنگوں میں دشمنوں کو پے در پے شکست دے کر عراق کے ایک وسیع خطے پر قبضہ کرلیا۔ اس وقت عراق کا علاقہ کسریٰ کے زیرنگیں تھا۔ ایرانیوں کو جب مسلمانوں کی جنگی قوتوں کا اندازہ ہوا اور ان کی مسلسل فتوحات نے ان کی آنکھیں کھولیں تو انہوں نے پورَانْ دُخْتْ جو ان کی ملکہ تھی اس کی بجائے خاندان کسریٰ کے اصلی وارث جو یَزْدْگَرْدْ تھا اس کو تخت نشین کیا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی ایرانی سلطنت کی تمام طاقتوں کو مجتمع کیا۔ تمام ملک میں مسلمانوں کے خلاف جوش و انتقام کی آگ بھڑکائی۔ ان حالات میں حضرت مُثَنّٰی کو مجبوراً عرب کی سرحد سے ہٹنا پڑا۔ حضرت عمر ؓ کو جب ان واقعات کا علم ہوا تو آپ ؓ نے عرب میں پُرجوش خطیب ہر طرف پھیلا دیے اور کسریٰ کے خلاف مسلمانوں کو کھڑا ہونے کیلئے کہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عرب میں ایک جوش پیدا ہوا اور ہر طرف سے جاں نثارانِ اسلام ہتھیلی پر جانیں رکھ کر دارالخلافہ کی جانب اُمڈ آئے۔ حضرت عمر ؓ نے مشورہ کیا کہ اس مہم کی قیادت کس کے سپرد کی جائے۔ عوام کے مشورے سے حضرت عمر ؓ خود اس مہم کی قیادت کیلئے تیار ہوئے لیکن حضرت علی ؓ اور اکابر صحابہ ؓ کی رائے اس میں مانع ہوئی، انہوں نے روک دیا۔ اس غرض کیلئے حضرت سعید بن زید ؓ کا نام بھی پیش کیا گیا۔ اسی اثناء میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ اٹھے اور عرض کی یا امیر المومنین! اس مہم کیلئے مجھے صحیح آدمی معلوم ہوگیا ہے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ وہ کون ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے عرض کیا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ! اس کے بعد سب لوگوں نے حضرت سعد ؓ کے نام پر اتفاق کیا اور حضرت عمر ؓ نے حضرت سعد ؓ کے بارے میں فرمایا۔ اِنَّہٗ رَجُلٌ شُجَاعٌ رَامٍ یعنی وہ ایک بہت بہادر نڈر اور زبردست تیر انداز انسان ہے۔ حضرت مُثَنّٰی مقام ذِی قَار، کوفہ اور وَاسِط کے درمیان ایک جگہ ہے اس میں آٹھ ہزار جاں نثار بہادروں کے ساتھ حضرت سعد ؓ کا انتظار کر رہے تھے کہ ان کو خدا کی طرف سے بلاوا آگیا اور ان کی وفات ہوگئی اور انہوں نے اپنے بھائی حضرت مُعَنّٰی کو سپہ سالار مقرر کیا۔ حضرت مُعَنّٰی نے حسبِ ہدایت حضرت سعد ؓ سے ملاقات کی اور حضرت مُثَنّٰی کا پیغام پہنچایا۔ حضرت سعد ؓ نے اپنی فوج کا جائزہ لیا تو وہ کم و بیش تیس ہزار آدمیوں پر مشتمل لشکر تھا۔ آپ ؓ نے لشکر کو ترتیب دیا اور لشکر کا جو دایاں حصہ تھا اور بایاں حصہ تھا اس کی تقسیم کرکے ان پر علیحدہ علیحدہ افسر مقرر کیے اور آگے بڑھے اور قادسیہ کا محاصرہ کرلیا۔ قادسیہ کا معرکہ 16 ہجری کے آخر میں پیش آیا۔ کفّار کی تعداد دو لاکھ اسّی ہزار کے قریب تھی اور ان کے لشکر میں تیس ہاتھی تھے۔ ایرانی فوج کی کمان رُسْتَم کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت سعد ؓ نے کفار کو اسلام کی دعوت دی اس کیلئے آپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کو بھیجا۔ رستم نے ان سے کہا کہ تم لوگ تنگ دست ہو اور تنگدستی کو دور کرنے کیلئے یہ سب کچھ کر رہے ہو۔ ہم تمہیں اتنا دیں گے کہ تم سیر ہوجاؤ گے۔ حضرت مغیرہ ؓ نے جواب میں کہا کہ ہم نے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا۔ ہم تمہیں خدائے واحد کی طرف اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اگر تم یہ قبول کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہے ورنہ پھر جنگ ہے، تلوار ہے جو ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی۔ اس جواب سے رستم کا چہرہ سخت سرخ ہوگیا کیونکہ ان کی طرف سے پہل ہوئی تھی اور وہ جنگ کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم تو ابھی بھی جنگ نہیں کرنا چاہتے ہم تو تمہیں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں پیغام دے رہے ہیں لیکن تم اگر جنگ چاہتے ہو تو پھر ٹھیک ہے پھر تلوار ہی فیصلہ کرے گی۔ بہرحال اس کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ مشرک تھا۔ اس نے کہا سورج اور چاند کی قسم کہ صبح کے طلوع ہونے سے پہلے ہم جنگ کا آغاز کریں گے اور تم سب کو تہ تیغ کردیں گے۔ حضرت مغیرہ ؓ نے کہا کہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہ ساری طاقتوں کا منبع اور مرکز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہ کہہ کر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوگئے۔ حضرت سعد ؓ کو حضرت عمر ؓ کا پیغام ملا کہ پہلے ان کو دعوت حق دو۔ چنانچہ حضرت سعد ؓ نے مشہور شاعر اور شہ سوار حضرت عَمْرو بن مَعْدِی کَرِب ؓ اور حضرت اَشْعَث بن قَیس کِنْدِی ؓ کو اس وفد کے ساتھ بھیجا۔ رستم سے ان کا آمنا سامنا ہوا تو اس نے پوچھا کہ کدھر جا رہے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے والی سے ملنے۔ اس پر رستم اور ان کے درمیان تفصیلی گفتگو ہوئی۔ وفد کے ممبران نے کہا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہم تمہارے علاقے پر قابض ہوں گے۔ اس پر رستم نے مٹی کی ٹوکری منگوائی اور کہا لو یہ ہے ہماری زمین۔ اسے سر پر اٹھا لو۔ حضرت عَمرو بن مَعدِی کَرِب ؓ جلدی سے اٹھے اور مٹی کی ٹوکری اپنی جھولی میں رکھ لی اور چل دیے اور کہا کہ یہ فال ہے کہ ہم غالب ہوں گے اور ان کی زمین ہمارے قبضہ میں آجائے گی۔ پھر وہ شاہِ ایران کے دربار میں پہنچے اور اسے اسلام کی دعوت دی جس پر وہ سخت ناراض ہوا اور کہا میرے دربار سے چلے جاؤ۔ اگر تم پیغامبر نہ ہوتے تو میں تمہیں قتل کروادیتا۔ پھر اس نے رستم کو حکم دیا کہ انہیں ناقابل فراموش سبق سکھایا جائے۔ جمعرات کے دن ظہر کے بعد جنگ کا نقارہ بجا۔ حضرت سعد ؓ نے تین بار اللہ اکبر! کا نعرہ بلند کیا اور چوتھے پر جنگ شروع ہوگئی۔ حضرت سعد ؓ بیمار تھے اور میدانِ جنگ کے قریب قصر عُذَیب کے بالاخانے میں بیٹھے فوج کو ہدایات دے رہے تھے۔

(ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد 2، صفحہ 79 تا 82) (اٹلس فتوحات اسلامیہ، صفحہ 81، 100، 118، 126) (معجم البلدان، جلد 4، صفحہ 333 دارالکتب العلمیہ بیروت)

اس واقعہ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بیان فرمایا ہے کہ حضرت عمر ؓ کے زمانے میں جب خسرو پرویز کے پوتے یَزْدْجَرْد کی تخت نشینی کے بعد عراق میں مسلمانوں کے خلاف وسیع پیمانے پر جنگی تیاریاں شروع ہوگئیں تو حضرت عمر ؓ نے ان کے مقابلے کیلئے حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر روانہ کیا۔ حضرت سعد ؓ نے جنگ کیلئے قادسیہ کا میدان منتخب کیا اور حضرت عمر ؓ کو اس مقام کا نقشہ بھجوادیا۔ حضرت عمر ؓ نے اس مقام کو پسند کیا مگر ساتھ ہی لکھا کہ پیشتر اس کے کہ شاہ ایران کے ساتھ جنگ کی جائے تمہارا فرض ہے کہ ایک نمائندہ وفد شاہ ایران کے پاس بھیجو اور اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دو۔ چنانچہ انہوں نے اس حکم کے ملنے پر ایک وفد یَزْدْجَرْد کی ملاقات کیلئے بھجوادیا۔ جب یہ وفد شاہ ایران کے دربار پر پہنچا۔ شاہ ایران نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے پوچھو کہ یہ کیوں آئے ہیں؟ جب اس نے یہ سوال کیا تو وفد کے رئیس حضرت نعمان بن مُقَرِّن کھڑے ہوئے اور انہوں

نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپؐ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اسلام کو پھیلائیں اور دنیا کے تمام لوگوں کو دینِ حق میں شامل ہونے کی دعوت دیں۔ اس حکم کے مطابق ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور آپ کو اسلام میں شمولیت کی دعوت دیتے ہیں۔ یزدجرد اس جواب سے بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ تم ایک وحشی اور مردار خور قوم ہو۔ تمہیں اگر بھوک اور افلاس نے اس حملے کیلئے مجبور کیا ہے تو مَیں تم سب کو اس قدر کھانے پینے کا سامان دینے کو تیار ہوں کہ تم اطمینان سے اپنی زندگی بسر کر سکو۔ حالانکہ ابتدا ان کی طرف سے ہی ہوئی تھی اور پھر الزام بھی مسلمانوں کو دے رہا تھا۔ بہرحال پھر کہنے لگا کہ اسی طرح تمہیں پہننے کیلئے لباس بھی دوں گا۔ تم یہ چیزیں لو اور اپنے ملک واپس چلے جاؤ۔ یہاں بارڈر پر بیٹھے اپنی سرحدوں کی حفاظت کر رہے ہو اس کو چھوڑ دو اور مَیں جس طرح اس علاقے پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں مجھے کرنے دو۔ تم ہم سے جنگ کر کے اپنی جانوں کو کیوں ضائع کرنا چاہتے ہو؟ جب وہ بات ختم کر چکا تو اسلامی وفد کی طرف سے حضرت مُغیرہ بن زُرَارَہؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا آپ نے ہمارے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ ہم واقعی میں ایک وحشی اور مُردار خور قوم تھے۔ سانپ اور بچھو اور ٹڈیاں اور چھپکلیاں تک کھا جاتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل کیا اور اس نے اپنا رسول ہماری ہدایت کیلئے بھیجا۔ ہم اس پر ایمان لائے اور ہم نے اسکی باتوں پر عمل کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہم میں ایک انقلاب پیدا ہو چکا ہے اور اب ہم میں وہ خرابیاں موجود نہیں جن کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ اب ہم کسی لالچ میں آنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ہماری آپ سے جنگ شروع ہو چکی ہے۔ اب اسکا فیصلہ میدان جنگ میں ہی ہوگا۔ دنیوی مال و متاع کا لالچ ہمیں اپنے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ یزدجرد نے یہ بات سنی تو اسے سخت غصہ آیا اور اس نے ایک نوکر سے کہا کہ جاؤ اور مٹی کا ایک بورا لے آؤ۔ جب مٹی کا بورا آیا تو اس نے اسلامی وفد کے سردار کو آگے بلایا اور کہا چونکہ تم نے میری پیشکش کو ٹھکرا دیا ہے اس لیے اب اس مٹی کے بورے کے سوا تمہیں کچھ اَور نہیں مل سکتا۔ وہ صحابی نہایت سنجیدگی کے ساتھ آگے بڑھے۔ انہوں نے اپنا سر جھکا دیا اور مٹی کا بورا اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا۔ پھر انہوں نے ایک چھلانگ لگائی اور تیزی کے ساتھ اس کے دربار سے نکل کھڑے ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو بلند آواز سے کہا۔ آج ایران کے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اپنے ملک کی زمین ہمارے حوالے کر دی ہے اور پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر تیزی سے نکل گئے۔ بادشاہ نے جب ان کا یہ نعرہ سنا تو وہ کانپ اٹھا اور اس نے اپنے درباریوں سے کہا دوڑو اور مٹی کا بورا ان سے واپس لے آؤ۔ یہ تو بڑی بدشگونی ہوگئی ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے اپنے ملک کی مٹی ان کے حوالے کر دی ہے مگر وہ اس وقت تک گھوڑوں پر سوار ہو کر بہت دور نکل چکے تھے۔ لیکن آخر وہی ہوا جو انہوں نے کہا تھا اور چند سال کے اندر اندر سارا ایران مسلمانوں کے ماتحت آگیا۔ یہ عظیم الشان تغیر مسلمانوں میں کیوں پیدا ہوا؟ اس لیے کہ قرآنی تعلیم نے ان کے اخلاق، انکی عادات میں ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ انکی سفلی زندگی پر اس نے ایک موت طاری کر دی تھی اور انہیں بلند کردار اور اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر لا کر کھڑا کر دیا تھا۔ اور اسکے نتیجہ میں پھر وہ دنیا میں اسلام پھیلانے والے بنے اور اسلام کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے حقیقی مسلمان بنانے والے بنے اور کوئی خوف اور خطرہ کسی طاقت کا ان کو مرعوب نہیں کر سکا۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 204-205)

بہرحال ان کے ذکر کا ابھی کچھ حصہ رہتا ہے باقی حصہ ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

مَیں آج بھی کچھ جنازے غائب پڑھاؤں گا اور ان میں سے پہلا جنازہ مکرمہ بشریٰ اکرم صاحبہ اہلیہ محمد اکرم باجوہ صاحب کا ہے جو پاکستان میں ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی ہیں۔ 25/ مارچ 2020ء کو 66 سال کی عمر میں یہ وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ حالات کی وجہ سے اس وقت جنازہ نہیں پڑھا گیا تھا۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ کی اولاد میں دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ بشریٰ اکرم صاحبہ اپنے خاوند مکرم محمد اکرم باجوہ صاحب کے ساتھ پندرہ سال لائبیریا میں رہیں۔ اسی دوران صدر لجنہ اماء اللہ لائبیریا کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ لائبیریا میں خانہ جنگی کے دوران اپنے خاوند اور بچوں سمیت پندرہ دن تک انہیں آرمی کی بیرکس میں زیر حراست رکھا گیا۔ محمد اکرم باجوہ صاحب لکھتے ہیں کہ مرحومہ نے ایک واقفِ زندگی کے ساتھ یعنی اکرم صاحب کے ساتھ 37/سال کا عرصۂ رفاقت نہایت اخلاص، صبر اور وفا کے ساتھ بسر کیا خصوصاً خاکسار کی لائبیریا میں بطور مبلغ جب تقرری ہوئی اور وہاں امیر جماعت بھی تھے تو 23 سال کے قیام کے دوران تبلیغی اور تربیتی امور میں معاونت کی۔ مہمانوں کی تواضع کی۔ دیگر جماعتی معاملات میں مددگار رہیں۔ صدر لجنہ اماء اللہ لائبیریا کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ لائبیریا میں مرحومہ اپنے پندرہ سالہ قیام کے دوران بارہا ملیریا اور ٹائیفائیڈ میں مبتلا ہوئیں لیکن اسکے باوجود نہایت صبر کے ساتھ خاکسار کی شریکِ کار رہیں۔ مرحومہ نے بچوں کی بہترین دینی اقدار پر تربیت کی ہے اور دو بچے ماشاء اللہ وفا کے ساتھ جماعت سے جڑے ہوئے ہیں۔

ایک واقفِ زندگی منصور ناصر صاحب جو وہاں شاید ہائی سکول کے پرنسپل ہیں وہ لکھتے ہیں کہ تین سال مسلسل جب تک میں اکیلا لائبیریا میں رہا مجھے اپنے گھر میں رکھ کر انہوں نے مہمان نوازی کی اور بچوں کی طرح رکھا، چھوٹے بھائیوں کی طرح رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بھی ان کی دعاؤں کا وارث بنائے اور نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ اقبال احمد ناصر پیرکوٹی کا ہے جو کرونڈی ضلع خیر پور کے تھے۔ 14 جولائی 2020ء کو بیاسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ان کے بیٹے اکبر احمد طاہر صاحب برکینا فاسو میں مبلغ سلسلہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ مکرم میاں نور محمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے تھے، صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ میاں امام دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور میاں پیر محمد صاحب اور مکرم حافظ محمد اسحاق صاحب صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ لمبے عرصہ تک بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پائی۔ انصار اللہ کے زعیم بھی رہے۔ امام الصلوٰۃ بھی تھے۔ مربی اطفال وغیرہ کی خدمت بھی ادا کرتے رہے۔ کہتے ہیں کہ بچپن میں مَیں نے دیکھا کہ ایک ڈبے میں پیسے علیحدہ کر کے رکھتے تھے اور پوچھنے پر بتایا کرتے تھے کہ چندے کے پیسے ساتھ کے ساتھ علیحدہ کر کے رکھتا جاتا ہوں تا کہ وقت پر ادائیگی کر سکوں۔ بڑے جذبے اور شوق سے تبلیغ کیا کرتے تھے۔ آپ کے ذریعے کئی سعید روحیں جماعت میں شامل ہوئیں۔ دعا گو، پابندِ صوم و صلوٰۃ اور تہجد گزار تھے۔ یہ برکینا فاسو میں ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بڑے اصرار پر یہ 2016ء میں برکینا فاسو آئے اور اس دوران میں جتنے جماعتی جلسے ہوئے، اجتماعات ہوئے ان میں شرکت کی اور بڑے جوش سے وہاں نعرے لگاتے تھے اور حاضرین کا خون گرمایا اور دلی سکون حاصل کیا کیونکہ پاکستان میں لمبے عرصے سے جماعتی جلسہ جات نہ ہونے کی وجہ سے ان کے دل میں ایک تشنگی تھی۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ بشیراں بیگم صاحبہ اور تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

امیر مشنری انچارج برکینا فاسو لکھتے ہیں کہ جب برکینا فاسو آئے ہیں تو اگرچہ ان کو زبان کا مسئلہ تھا۔ وہاں فرنچ بولی جاتی ہے لیکن ان کی محبت کی زبان کو ہر کوئی سمجھتا تھا اور وہ ہر ایک سے اتنا پیار سے ملتے کہ ہر کوئی ان کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ ان کی وفات پر یہاں کے مقامی لوگوں نے بہت محبت سے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ہمارے نیشنل سیکرٹری اشاعت باپینا (Bapina) صاحب نے ان کی تصویر شیئر کی اور انہوں نے وفات کے بعد لکھا کہ برکینا فاسو کے قیام کے دوران ان سے ملا تو میں نے ان کو حقیقی عظیم احمدی پایا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو ان کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ ان کے بیٹے جو وہاں مربی ہیں وہ جنازے میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔

تیسرا جنازہ غلام فاطمہ فہمیدہ صاحبہ کا ہے جو محمد ابراہیم صاحب کی اہلیہ تھیں۔ دولیاہ جٹاں ضلع کوٹلی کشمیر کی ہیں۔ 18/جولائی 2020ء کو 72 سال کی عمر میں طویل علالت کے بعد ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ 1944ء میں ان کے والد نے بیعت کی تھی۔ ان کا نام نیک محمد عرف کالے خان تھا اور بیعت سے قبل انہوں نے خواب دیکھی تھی کہ میں کسی بزرگ سے ملنے جا رہا ہوں۔ جب میں نے بزرگ کو دیکھا تو ان کی طرف بڑھ کر معانقہ کیا۔ اس بزرگ نے کالے خان صاحب کو فرمایا کہ کالے خان آپ کب ہمارے پاس آ رہے ہیں؟ تو کالے خان صاحب نے کہا کہ مَیں تو آ ہی گیا ہوں۔ تو کہتے ہیں جب ایک شخص کے پاس حضرت خلیفہ ثانیؓ کی تصویر دیکھی تو آپ نے پہچان لیا اور کہا اسی بزرگ شخص کو میں نے خواب میں دیکھا تھا اور بذریعہ خط آپ نے بیعت کر لی اور ان کی بیعت کے بعد ان کی اہلیہ نے بھی کہا کہ میری بیعت بھی ساتھ ہی کروا دیں اور انہوں نے بھی بیعت کر لی۔ دونوں میاں بیوی مخلص تھے۔ اسی طرح ان کی اولاد فہمیدہ فاطمہ صاحبہ جو فوت ہوئی ہیں ان پر ان کی تربیت کا اثر ہے۔ یہ بھی پنجوقتہ نمازی اور تہجد گزار تھیں۔ تلاوت قرآن کریم باقاعدہ کرنے والی تھیں اور آپ کے بچوں نے اکثر آپ کو خدا کے حضور راتوں کو اٹھ اٹھ کر گریہ وزاری کرتے دیکھا ہے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے جب عورتوں کو اجازت تھی تو اس وقت آپ نمازِ جمعہ کیلئے ایک گھنٹہ قبل مسجد میں چلی جاتیں اور نوافل اور دعاؤں میں وقت گزارتیں۔ بہت بہادر، حوصلہ مند اور صبر کرنے والی تھی۔ آپ کے خاوند 1965ء اور 71ء کی جنگ میں دو مرتبہ قید ہوئے۔ پہلی مرتبہ تو لمبے عرصہ تک آپ کے خاوند کے زندہ ہونے کی کوئی خبر نہیں آئی اور ان کو شہید سمجھا گیا کہ وہ شہید ہو گئے ہیں۔ غائبانہ نماز جنازہ بھی ادا کر دی گئی لیکن اس کے باوجود آپ کو حوصلہ تھا کہ خاوند زندہ موجود ہیں اور ضرور واپس آئیں گے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور خاوند کو رہائی نصیب ہوئی اور وہ واپس آ گئے۔ مرحومہ نے پسماندگان میں خاوند مکرم محمد ابراہیم صاحب کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ تین بیٹے واقفِ زندگی ہیں اور محمد جاوید صاحب زیمبیا میں بطور مبلغ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ والدہ کی وفات پر پاکستان نہیں جا سکے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان کے بچوں کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرم محمد احمد انور صاحب حیدر آبادی کا ہے جو 22/مئی کو 94 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے دادا شیخ داؤد احمد صاحب کے ذریعے آئی تھی۔ ابتدائی عمر میں آپ کے والد نے اپنے دو بیٹوں کو یعنی محمد احمد صاحب انور اور مجید احمد صاحب کو تعلیم کی غرض سے قادیان بھجوا دیا تھا۔ قادیان میں منارۃ المسیح پر اذان دینے کا شرف بھی ان کو حاصل ہوا۔ محمد احمد صاحب ابتدا سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ رہے اور پارٹیشن کے بعد حضور کے ہمراہ ربوہ آ گئے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے ڈرائیور کے طور پر بھی کام کیا۔ پھر انہوں نے اپنی تعلیم مکمل کی اور فزیکل ایجوکیشن میں ڈپلومہ لیا۔ پھر اردو میں اور اسلامیات میں ایم۔اے کیا، ڈی پی کا امتحان پاس کیا۔ پھر تعلیم الاسلام کالج میں ان کو لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ 73ء سے 76ء تک تین سال کیلئے وقف کر کے گیمبیا چلے گئے۔ 78ء سے 86ء نائیجیریا میں لڑکیوں کے کالج میں اسلامیات کے ٹیچر رہے۔ اٹھاسی میں پاکستان سے جرمنی ہجرت کی اور 2009ء میں وہاں سے یوکے آ گئے اور پھر یہیں رہے۔ مرحوم کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں جو سب شادی شدہ ہیں۔ قضا بورڈ جرمنی کے نائب صدر رہے۔ ایک وقت میں جماعت جرمنی کے آڈیٹر بھی رہے۔ ان کی بیٹی امۃ المجید صاحبہ کہتی ہیں کہ میرے والد دعاؤں کا ایک خزانہ تھے۔ اپنی زندگی میں انہوں نے صرف نماز، قرآن، روزہ اور خلافت کی خدمت کرنے کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا اور ہم سب بچوں کو بھی یہی تلقین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔

آج کا جو آخری جنازہ ہے وہ مکرم سلیم حسن الجابی صاحب مرحوم آف سیریا کا ہے۔ 30/جون کو 92 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ان کی بیٹی لبنیٰ الجابی صاحبہ اور ان کی پوتی ہبہ الجابی صاحبہ جو ڈاکٹر بلال طاہر صاحب کی اہلیہ ہیں اور یہاں یوکے میں رہتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ سلیم جابی صاحب کی پیدائش دسمبر 1928ء میں دمشق کے مضافاتی علاقے میں ہوئی تھی۔ 18 سال کی عمر میں جابی صاحب کا احمدیت سے تعارف ایک سادہ سے احمدی کسان مکرم ابوذهب کے ذریعے سے ہوا۔ اس پر جابی صاحب نے استخارہ کیا تو خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا اور خواب میں ہی آپؑ کی بیعت کی۔ بعد میں ابوذهب صاحب نے انہیں اسلامی اصول کی فلاسفی کا عربی ترجمہ دیا۔ اس کتاب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر اس وقت کے جماعت احمدیہ شام کے امیر مکرم منیر الحسنی صاحب کے پاس جا کر بیعت کر لی۔ ان کے خاندان کی طرف سے، والد کی طرف سے سخت

مخالفت تھی لیکن مرحوم ثابت قدم رہے۔ پھر ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے میں پاکستان جانے کا موقع ملا۔ وہاں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر سایہ چھ سال انہوں نے ربوہ میں گزارے اور وہیں دینی تعلیم حاصل کی۔ نیز اردو زبان بھی سیکھی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر پاکستان میں ہی ان کی شادی ہوئی اور حضور نے انکا نکاح پڑھایا۔ انکی اہلیہ پاکستانی تھیں۔ مرحومہ کی پوتی ہبہ جابی صاحبہ لکھتی ہیں کہ ہمارے دادا ہمیشہ ہمیں نصیحت کرتے اور تعلیم و تربیت کیلئے وقت دیتے تھے اور روحانی ترقی اور خلافت کے ساتھ وابستگی جیسے امور پر زور دیتے تھے۔ آپکی اہلیہ چند سال قبل وفات پا گئی تھیں۔ آپکے چھ بچے تھے۔ ایک بیٹے ڈاکٹر نعیم الجابی صاحب چند سال پہلے اغوا ہو گئے تھے اور اب تک ان کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ وسیم الجابی پولینڈ میں جماعت کے ممبر ہیں اور یہ ہبہ جابی کے والد ہیں۔ اسی طرح دو بیٹیاں اور دو بیٹے سیریا میں ہیں۔ ہبہ جابی صاحبہ بھی یہاں جماعت کی خدمت خاص طور پر کتب کے ترجمے میں اچھے مشورے دیتی ہیں اور کام کر رہی ہیں۔ انکے میاں بلال طاہر بھی ترجمے کرتے ہیں۔ یہ انکی مدد کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکے اخلاص و وفا میں بھی برکت ڈالے اور انکے عرفان کو بھی بڑھائے۔

انکی بیٹی لبنیٰ عبد الخبیر الجابی لکھتی ہیں کہ ہمیں رسوم اور بدعات کی پیروی سے منع کرتے اور تعلق باللہ اور تبلیغ کی نصیحت کرتے۔ غریبوں پر بہت خرچ کرتے۔ مرحوم کے ذریعے شام اور لبنان میں کئی لوگوں نے بیعت کی جن میں عیسائی بھی شامل تھے۔ پھر کہتی ہیں کہ ہمیں آخری وصیت یہ کی کہ خلافت سے ہمیشہ چمٹے رہنا اور خلیفہ وقت کی نصائح پر عمل کرنا۔ تبلیغ میں سستی نہ کرنا اور ہمیشہ ہر کام کیلئے دعا سے کام لینا اور حق کے راستے میں کسی ظلم کی پروا نہ کرنا۔ صدر جماعت لبنان عمر علام صاحب لکھتے ہیں کہ احمدیت سے تعارف سے قبل ہم سلیم الجابی صاحب مرحوم کی کتب پڑھتے تھے اور اس میں ظہور امام الزمان علیہ السلام اور اس کی مبارک جماعت کی طرف اشارے ہوتے تھے۔ جب ہم یہ سب پڑھ چکے اور پھر انہوں نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کی جماعت کے بارے میں کھل کر بتایا اور بیعت کا کہا کہ بیعت کرو۔ یہ ان کا اپنا ایک انداز تھا۔ ضروری نہیں کہ ہر جگہ ہی صحیح چلے لیکن بہرحال انہوں نے اس طرح تبلیغ کی اور بہت سوں کو تبلیغ کر کے احمدی بنایا۔ نیز کہا کہ اب میری کتب چھوڑ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء اور جماعت کی کتب پڑھیں۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم دوستوں نے جو لبنان کے اولین احمدی ہیں مرحوم کے ذریعے سے بیعت کی تھی اور ہم اس بارے میں ان کے احسان کا اعتراف کرتے ہیں اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ان کیلئے دعا کرتے ہیں۔

معتز قزق صاحب جو سیرین ہیں اور آج کل کینیڈا میں رہائش پذیر ہیں۔ کہتے ہیں سیریا میں ایک لوکل جماعت کا صدر تھا تو اس وقت متعدد دفعہ الجابی صاحب سے ملا۔ مَیں نے دیکھا کہ جب بھی خلافت کا ذکر آتا تو وہ اکثر کہتے تھے کہ میری خواہش ہے کہ خلافت کے قدموں میں میری موت آئے۔

میر انجم پرویز صاحب یہاں عربی ڈیسک کے مبلغ سلسلہ ہیں وہ کہتے ہیں جب بھی نظام خلافت کے نام پر کوئی بات کہی جاتی تو سرِ تسلیم خم کرتے تھے اور برملا اس بات کا اظہار کرتے کہ جو بھی نظامِ جماعت مجھے حکم دے گا میں اس کی اطاعت کروں گا۔ 2011ء میں سیریا سے جلسہ سالانہ یوکے پر آئے تھے اور کہتے تھے کہ میری خواہش ہے کہ یہاں خلیفہ وقت کے قدموں میں میری جان نکل جائے اور میرے لیے اس سے بڑھ کر کوئی اعزاز نہیں۔ جابی صاحب کے ذریعے بہت سے لوگوں نے احمدیت قبول کی اور ان میں سے اکثر جماعت اور خلافت کے وفادار اور مخلص احمدی ہیں۔ بہتوں نے مجھے خط بھی لکھے ہیں کہ ہم نے ان سے بہت کچھ سیکھا اور ان کے ذریعہ سے احمدیت قبول کی۔ پھر جابی صاحب کہتے تھے کہ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ نے خود مجھے فرمایا تھا کہ میری کتاب ''حیات قدسی'' کا ترجمہ کرو تا کہ عرب لوگوں کو پتہ چلے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کیسے تھے؟ چنانچہ انہوں نے حیات قدسی کا عربی ترجمہ بھی کیا تھا۔ عربی تو خیر ان کی اپنی زبان تھی۔ اس کے علاوہ اردو بھی ان کو آتی تھی اچھی بول لیتے تھے۔ فارسی بولتے تھے۔ انگریزی زبان بھی آتی تھی گزارہ کر لیتے تھے۔

2005ء میں مَیں قادیان کے جلسے میں جب گیا ہوں تو وہاں مجھے ملے۔ مختصر سی ملاقات تھی لیکن انتہائی عاجزی سے ملے۔ پھر یوکے میں مجھے ملے۔ جلسے پر یہاں آئے تھے اور بڑی عاجزی سے انہوں نے کہا کہ خلافت احمدیہ پر میرا کامل یقین ہے۔ پوری اطاعت اور پوری طرح عقیدت رکھتا ہوں اور میرے لیے دعا بھی کریں کہ نظام جماعت کے ساتھ ہمیشہ جڑا رہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد اور ان کی نسل کو بھی کامل وفا کے ساتھ جماعت اور خلافت کے ساتھ جوڑے رکھے۔ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اب جمعے کی نماز کے بعد جیسا کہ میں نے کہا (شاید نہیں کہا تھا لیکن بہرحال) جمعے کی نماز کے بعد ان سب کا نماز جنازہ غائب ادا کروں گا۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ ۚ وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ ‌ؕ وَيُكَفِّرُ عَنۡكُمۡ مِّنۡ سَيِّاٰتِكُمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ۝ (سورۃ البقرہ:272)

ترجمہ: تم اگر صدقات کو ظاہر کرو تو یہ بھی عمدہ بات ہے اور اگر تم انہیں چھپاؤ اور انہیں حاجت مندوں کو دو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور وہ (اللہ) تمہاری بہت سی برائیاں تم سے دُور کر دے گا۔ اور اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

DAR FRUIT CO. **KULGAM**

B.O AHMED FRUITS

Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)

Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

بقیہ اداریہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج از صفحہ نمبر 2 کالم 1

شخص کسی شہر میں تھا جو ہمیشہ چپ رہا کرتا تھا آخر اس کی خاموشی سے لوگ اس وہم میں پڑ گئے کہ یہ کوئی بڑا فاضل اور دانشمند ہوگا۔ اسی خیال سے ایک جماعت کثیر اس کی خدمت میں حاضر رہنے لگی۔ ایک دن اس شخص نے اپنے دل میں سوچا کہ مجھے اپنی عقلمندی ظاہر کرنے کے لئے کچھ بولنا چاہئے سو جب اس نے دو چار باتیں ہی مونہہ سے نکالیں تو تمام لوگ سمجھ گئے کہ اگر اس شہر میں کوئی اور نادان بھی ہے تو اس سے بڑھ کر کبھی نہ ہوگا۔ تب اس کے اردگرد سے سب بھاگ گئے اور ساری جماعت متفرق ہوگئی اور وہ اکیلا رہ کر بہت دردمند ہوا۔ بڑی مصیبت سے ایک رات کاٹی صبح ہوتے ہی اس شہر سے کہیں کو چلا گیا اور جاتے وقت ایک دیوار پر لکھ گیا کہ اگر میں پہلے اپنی شکل کو آئینہ میں دیکھ لیتا تو نادانی سے اپنا پردہ فاش نہ کرتا۔'' (ایضاً صفحہ 171) فرمایا:

''اسی طرح ماسٹر صاحب نے بھی اچھا نہیں کیا کہ لاعلمی اور ناواقفیت اور ناسمجھی کی حالت میں اعتراض کرنے کیلئے زبان کھولی۔ لالہ صاحب میں آپ کی غلطیوں کی کہاں تک اصلاح کرتا جاؤں آپ نے یہ کس سے سن لیا کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے علم روح نہیں دیا گیا تھا اور آپ نے قرآن شریف میں کس جگہ اور کہاں دیکھ لیا کہ حضرت ممدوحؐ روح کے علم سے بے خبر تھے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کو اپنی عقل ناتمام کی شامت سے اس آیت کے سمجھنے میں دھوکا لگا ہے جو قرآن شریف میں وارد ہے...... اس کھلے کھلے مطلب کے سمجھنے میں ماسٹر صاحب نے کتنی بڑی غلطی کھائی ہے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ گویا یہ خطاب لاعلمی کیفیت روح کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے لاحول ولاقوۃ پتھر پڑیں ایسی سمجھ پر۔ کاش ماسٹر صاحب نے کچھ تھوڑی سی عربی پڑھی ہوتی یا کچھ تھوڑا سا قاعدہ نحو صرف کا ہی دیکھا ہوتا۔ اَے صاحب ذرا آنکھ کھول کر دیکھو کہ روح کی کیفیت پوچھنے والے کون لوگ تھے۔ وہ تو آپ کے ہی بھائی بند یعنی منکرین دین اسلام تھے انہیں کو تو یہ جواب دیا گیا تھا کہ روح عالم امر میں سے ہے اور تم ان الٰہی بھیدوں کو اَے کافرو کیا جانو ایمان لاؤ تا تمہیں روح کی کیفیت اور اس کے علوم معلوم ہوں۔'' (ایضاً صفحہ 171- 174)

پھر آپؑ نے ماسٹر مُرلیدھر صاحب کو ایک سو روپے کا انعامی چیلنج دیتے ہوئے فرمایا:

''اگر ماسٹر صاحب کے دل میں یہ خیال ہے کہ قرآن شریف میں علم روح بیان نہیں کیا گیا اور وید میں بیان کیا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیفیت روح سے کچھ خبر نہ تھی مگر وید کے چاروں رشیوں کو خبر تھی تو اس بات کا تصفیہ نہایت سہل اور آسان ہے اور وہ یہ ہے کہ ماسٹر صاحب مقابلہ کرنے کے عہد پر ہم کو اجازت دیں تا ہم علم روح کو جو قرآن شریف میں لکھا ہے جس سے معرفت کاملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم و کمالیت قرآن شریف ثابت ہوتی ہے ایک مستقل رسالہ میں مرتب کر کے بحوالہ آیات قرآنی شائع کر دیں اور جب یہ رسالہ ہماری طرف سے چھپ کر شائع ہو جائے تو اس وقت ماسٹر صاحب پر واجب و لازم ہوگا کہ اس کے مقابل پر وید کی شرتیوں کے ساتھ ایک رسالہ مرتب کریں، جس میں روح کے بارے میں وید کی فلاسفی بیان کی گئی ہے کہ وہ کیونکر غیر مخلوق اور خدا کی طرح قدیم اور خدا سے الگ چلی آتی ہے اور اس کے خواص کیا کیا ہیں مگر ہم دونوں فریقوں پر لازم ہوگا کہ اپنی اپنی کتاب سے باہر نہ جائیں اور کوئی خود تراشیدہ خیال پیش نہ کریں۔ بلکہ وہی بات پیش کریں جو اپنی کتاب الہامی نے پیش کی ہے اور اس آیت یا شرتی کو بہ پتہ خاص معہ ترجمہ لکھ بھی دیں تا کہ ناظرین رائے لگا سکیں کہ آیا وہ بات اس سے نکلتی ہے یا نہیں۔ سو اگر اس شرط سے ماسٹر صاحب مقابلہ کر دکھائیں یا کوئی اور شخص جو آریوں کے ممتاز علماء میں سے ہو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو خواہ ماسٹر صاحب ہوں یا منشی اندرمن صاحب مرادآبادی یا منشی جیونداس صاحب سیکرٹری آریہ سماج لاہور یا کوئی اور صاحب جو اس گروہ میں مسلم العلم ہوں **سو روپیہ نقد انعام دوں گا**...... لیکن اگر اس مضمون کو پڑھ کر پھر بھی ماسٹر صاحب یا ان کے کوئی دوسرے باعلم بھائی خاموش رہے اور مجھ کو بوعدہ مقابلہ ایسے رسالہ کی تالیف کے لئے تحریک نہ کی تو پھر تمام ناظرین کو سمجھنا چاہئے کہ ان کی سب آوازیں طبل تہی ہیں اور صادقوں کے طریق پر وہ چلنا چاہتے ہی نہیں......سو اب ہم منتظر رہیں گے کہ کب لالہ مرلیدھر صاحب یا ان کے کوئی اور آریہ بھائی جو اپنی قوم میں امتیاز علمی رکھتے ہوں ایسی درخواست کریں گے۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ در و غش باشد۔'' (ایضاً صفحہ: 177-183)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مکرر مقابلہ کا نقارہ بجاتے ہوئے ماسٹر صاحب کو یاد دلایا کہ:

میں قسمیہ بیان کرتا ہوں کہ میں ماسٹر صاحب کی تحریک پر ''رِسَالَۃُ الرُّوۡح'' لکھنے کو طیار اور مستعد ہوں مگر انہیں شرائط سے جو اس رسالہ میں اندراج پا چکی ہیں۔ ماسٹر صاحب برا نہ مانیں میں سچ سچ کہتا ہوں بالکل سچ جس میں ذرا مبالغہ کی آمیزش نہیں کہ قرآن شریف نے جس قدر خوبی اور عمدگی اور صفائی اور سچائی سے روحوں کے خواص اور ان کی قوتیں اور طاقتیں اور استعدادیں اور انکے دیگر کوائف عجیبہ بیان کئے ہیں اور پھر ان سب بیانات کا ثبوت دیا ہے وہ ایسا عالی اور باریک اور پُرحکمت بیان ہے اور ایسے کامل درجہ کی وہ صداقتیں ہیں کہ اگر وید کے چاروں رشی دوبارہ جنم لے کر بھی دنیا میں آویں اور جہاں تک ممکن ہو خوض اور فکر سے زور لگاویں تب بھی یہ مقام وسعتِ علمی اور یہ معارف عالیہ انہیں میسر نہیں آ سکتے اگرچہ فکر کرتے کرتے مر ہی جاویں۔ غصہ منانے کی کیا بات ہے اور ناراض ہونے کا کونسا محل۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ آؤ وید اور قرآن کا مقابلہ کر کے دیکھ لیں۔ ان دونوں کتابوں کی طاقت علمی آزما لیں۔ دیکھو ہم محض سچائی کی راہ سے دونوں فریق میں سے اس فریق پر لعنت کرتے ہیں کہ جواب حق پوشی کی راہ سے اس بحث سے گریز کر جائے اور اِدھر اُدھر کے بہانوں سے یا بے جا عذروں سے بات کو ٹال دے۔ (ایضاً صفحہ 233)

آئندہ انشاء اللہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اَور انعامی چیلنج کے ساتھ حاضر ہونگے۔ (منصور احمد مسرور)

خطبہ جمعہ

اس سلسلہ کے قیام کی اصل غرض یہی ہے کہ لوگ دنیا کے گند سے نکلیں اور اصل طہارت حاصل کریں اور فرشتوں کی سی زندگی بسر کریں

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ پہلا اجماع تھا جو دنیا میں ہوا اور اس میں حضرت مسیح کی وفات کا بھی کلّی فیصلہ ہو چکا تھا‘‘

’’میرے آنے کے دو مقصد ہیں، مسلمانوں کیلئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں اور دوسرا مقصد یہ کہ عیسائیوں کیلئے کسرِ صلیب ہو اور اُن کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

احمدی تو خاتم النّبیین کے مقام کا سب سے زیادہ ادراک رکھتے ہیں اور یہ ادراک ہمیں حضرت مسیح موعودؑ نے ہی دیا ہے

مَیں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں اور میری جماعت مسلمان ہے، مَیں ایک ذرّہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات اور تقرب الی اللہ کوئی شخص پا سکتا ہے، وہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں حضورؑ کی بعثت کے مقاصد کا بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 31/جولائی 2020ء بمطابق 31/وفا 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ-
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-
صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

آج صبح ہم نے عید بھی پڑھی ہے اور آج جمعہ بھی ہے۔ جب عید اور جمعہ ایک دن جمع ہو جائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ملتا ہے کہ جو لوگ چاہیں جمعے کے بجائے ظہر کی نماز ادا کر لیں۔ اس کی اجازت ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے ایک ایسے ہی موقعے پر آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ہم تو جمعہ پڑھیں گے۔ اور آپؐ نے جمعہ پڑھا تھا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوات، باب ما جاء فیما اذا اجتمع العیدان فی یوم، حدیث 1310، 1311، 1312)

اِس لیے مَیں نے امیر صاحب کو اس کی روشنی میں یہی کہا تھا کہ جو ظہر کی نماز پڑھنا چاہیں بے شک ظہر کی نماز باجماعت پڑھ لیں اور جمعہ نہ پڑھیں۔ ویسے بھی آج کل کے حالات میں مسجد میں زیادہ لوگ جمع تو ہو نہیں سکتے۔ گھروں میں ہیں اور گھروں میں اگر فارغ ہیں تو پھر جمعہ جس طرح پہلے پڑھتے تھے اسی طرح اب بھی پڑھ سکتے ہیں پڑھ لیں اور جن کی مصروفیت ہے وہ ظہر کی نماز بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن ہم یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی پیروی میں آج جمعہ پڑھ رہے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں بھی اسی طرح ایک دفعہ عید الاضحیٰ آئی اور جمعہ بھی۔ تو مختلف لوگوں نے اپنی دلیلیں پیش کیں کہ ظہر کی نماز پڑھنی چاہیے جمعہ نہیں ہونا چاہیے۔ تو جو لوگ ظہر کی نماز پڑھنے پر زور دے رہے تھے ان کو آپؓ نے اس کا بڑا اچھا جواب دیا۔ فرماتے ہیں کہ ہمارا رب کیسا سخی ہے کہ اس نے ہمیں دو دو عیدیں دی ہیں۔ اب جس کو دو دو چپڑی ہوئی چپاتیاں ملیں، گھی لگی ہوئی دو دو روٹیاں ملیں وہ ایک کو کیوں ردّ کرے گا۔ وہ تو دونوں لے لے گا۔ سوائے اس کے کہ اسے کوئی خاص مجبوری پیش آ جائے۔ اور اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے کہ اگر کوئی مجبور ہو کر ظہر کی نماز پڑھ لے جمعہ نہ پڑھے تو دوسرے کو نہیں چاہیے کہ اس پر طعن کرے اور بعض لوگ ایسے ہیں جنہیں دونوں نمازیں ادا کرنے کی توفیق ہو (یعنی نماز عید بھی اور نماز جمعہ بھی) تو دوسرے کو نہیں چاہیے کہ ان پر اعتراض کرے اور کہے کہ انہوں نے رخصت سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ تو بہرحال رخصت تو ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ہم تو جمعہ پڑھیں گے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود، جلد 2، صفحہ 208 تا 210، خطبہ عید الاضحیٰ بیان فرمودہ 11/فروری 1938ء)

بہرحال جیسا کہ میں نے کہا کہ ہم آج جمعہ پڑھ رہے ہیں لیکن خطبہ مختصر دوں گا۔ اس کیلئے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ اقتباسات لیے ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعثت کے مقصد کو بیان فرمایا ہے۔ اپنی جماعت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے اور حقیقت میں زندہ نبی ہونے کے بارے میں بھی بڑا پُر معارف ارشاد فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور مرتبہ کو بھی بیان فرمایا ہے۔ ہمارے مخالفین ہم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو کم کرتے ہیں۔ پاکستان میں ہمارے مخالفین اسمبلیوں میں یہ قراردادیں پاس کروا کر بڑا فخر کر رہے ہیں کہ دیکھو ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے ساتھ، نام کے ساتھ خاتم النبیین کے لفظ کو لکھنا لازمی قرار دے کر آپؐ سے محبت کا اور آپؐ کے مقام کا کیسا زبردست اظہار کیا ہے۔ اگر ان کے دل بھی حقیقت میں ان کی اس بات کی گواہی دے کر انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنے والا بنا رہے ہیں تو یقیناً بڑی اچھی بات ہے لیکن ان کے عمل نے تو انہیں اس سے کوسوں دُور کر دیا ہے جو تعلیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں واپس جا کر اس تعلیم اور اس اسوے کو اپنائیں جو آپؐ نے دی اور جس پر عمل کیا تو مسلمان مسلمانوں کی گردن کاٹنے والا نہ ہو۔ پھر یہ لوگ زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادقؑ کی بیعت میں دوڑتے ہوئے آئیں۔

یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے خاتم النبیین کے لفظ کو لکھنا لازمی قرار دے کر عظیم کارنامہ انجام دے دیا ہے اور احمدیوں کے راستے میں کوئی روک کھڑی کر دی ہے۔ ان عقل کے اندھوں کو یہ نہیں پتہ کہ احمدی تو سب سے زیادہ خاتم النبیینؐ کے مقام کا ادراک رکھتے ہیں اور یہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں وہ طاقت ہے جس کے قریب بھی یہ لوگ نہیں پھٹک سکتے۔ آپؑ کے ہر ہر لمحہ اور عمل میں حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے عشق و محبت کا اظہار ہے کہ ان لوگوں کی سوچیں بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتیں۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے شمار ارشادات ہیں، تحریرات ہیں، فرمودات ہیں۔ اس وقت میں دو تین نمونے کے طور پر پیش کروں گا۔ اپنی بعثت کے مقصد اور سلسلے کی ترقی کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپؑ مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کیلئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں۔ وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے۔ کامل فرمانبرداری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرنا اور آپؑ نے فرمایا دوسرا مقصد کیا ہے؟ عیسائیوں کیلئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے۔ دنیا اس کو بالکل بھول جاوے اور خدائے واحد کی عبادت ہو۔ فرمایا کہ میرے ان مقاصد کو دیکھ کر یہ لوگ میری مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ جو کام نفاقِ طبعی اور دنیا کی گندی زندگی کے ساتھ ہوں گے وہ خود ہی اس زہر سے ہلاک ہو جائیں گے۔ اگر میرے دل میں کوئی منافقت ہے، گند ہے تو پھر ایسے کاموں میں برکت نہیں پڑتی بلکہ ان کے نتیجے فوراً ظاہر ہو جاتے ہیں۔ وہ تو (پھر) ہلاک ہو جائیں گے، ختم ہو جائیں گے۔ فرمایا کہ کیا کاذب کبھی کامیاب ہو سکتا ہے؟ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ (المؤمنون: 29) کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نہیں دیتا جو حد سے بڑھا ہوا اور کذاب ہو، سخت جھوٹا ہو۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ۔ فرمایا کہ کذاب کی ہلاکت کے واسطے اس کا کذب ہی کافی ہے۔ جھوٹا بندہ ہے تو اس کا جھوٹ اس کو ہلاک کرنے کیلئے کافی ہے لیکن جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسولؐ کی برکات کے اظہار اور ثبوت کیلئے ہوں اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو۔ اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔ بندوں کے کام نہیں ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کام کو شروع کیا ہے تو اس کے فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ کون ہے جو اس کو تلف کر سکے؟ چیلنج ہے یہ۔ جتنی مخالفت ہوتی ہے اتنی جماعت احمدیہ کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے

ترقی ہوتی ہے۔فرمایا کہ یادرکھو میرا سلسلہ اگر نِری دوکانداری ہے تو اس کا نام ونشان مٹ جائے گا لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اس کی طرف سے ہے تو ساری دنیا اس کی مخالفت کرے یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔فرماتے ہیں اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے۔تب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہوگا۔

فرمایا کہ مخالفت کی میں پروا نہیں کرتا، وہ تو ہوتی ہے۔ میں اس کو بھی اپنے سلسلہ کی ترقی کیلئے لازمی سمجھتا ہوں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی مامور اور خلیفہ دنیا میں آیا ہو اور لوگوں نے چپ چاپ اسے قبول کرلیا ہو۔ دنیا کی تو عجیب حالت ہے۔ انسان کیسا ہی صدیق فطرت رکھتا ہو مگر دوسرے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے وہ تو اعتراض کرتے ہی رہتے ہیں۔فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہمارے سلسلہ کی ترقی فوق العادت ہو رہی ہے۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ دوسو سے زائد ممالک میں مخلصین موجود ہیں، آپؑ کی بیعت میں آنے والے موجود ہیں۔ جب آپؑ نے بیان فرمایا اس وقت سینکڑوں میں ہوتے تھے اور آج تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سال کے سال لاکھوں میں بیعتیں ہوتی ہیں۔فرمایا کہ اس سلسلہ کے قیام کی اصل غرض یہی ہے کہ لوگ دنیا کے گند سے نکلیں اور اصل طہارت حاصل کریں اور فرشتوں کی سی زندگی بسر کریں۔

(ماخوذ از ملفوظات، جلد8، صفحہ 148 تا 149)

پس آپ علیہ السلام کے اس ارشاد کے مطابق ہماری بھی ذمہ داری ہے کہ اپنی حالتوں کو صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالیں اور یہی دشمن کا منہ بند کرنے کا اور دشمن پر فتح یاب ہونے کا اصل طریق ہے۔

پھر اپنے اور اپنی جماعت کے کامل ایمان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت کا اعلان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَیں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہئے۔ میں ایک ذرّہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کرسکتا ہے اور جس قدر تقرب الی اللہ پاسکتا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پاسکتا ہے ورنہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں۔ ہاں یہ بھی سچ ہے کہ میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ مسیح علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر گئے ہوں اور اب تک زندہ قائم ہوں۔ اس لیے کہ اس مسئلہ کو مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین اور بے حرمتی ہوتی ہے۔ مَیں ایک لحظہ کیلئے اس ہجو کو گوارا نہیں کرسکتا۔ سب کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور مدینہ طیبہ میں آپؐ کا روضہ موجود ہے۔ ہر سال وہاں ہزاروں لاکھوں حاجی بھی جاتے ہیں۔ اب اگر مسیح کی نسبت موت کا یقین کرنا یا موت کو ان کی طرف منسوب کرنا بے ادبی ہے تو پھر مَیں کہتا ہوں کہ آنحضرتؐ کی نسبت یہ گستاخی اور بے ادبی کیوں یقین کر لی جاتی ہے؟ آپؐ کے بارے میں کیوں کہا جاتا ہے کہ آپؐ فوت ہوئے اور مدفون ہیں۔ فرمایا: مگر تم بڑی خوشی سے کہہ دیتے ہو کہ آپؐ نے وفات پائی۔ مولود خواں بڑی خوش الحانی سے واقعاتِ وفات کا ذکر کرتے ہیں اور کفار کے مقابلہ میں بھی تم بڑی کشادہ پیشانی سے تسلیم کر لیتے ہو کہ آپؐ نے وفات پائی۔ فرمایا: پھر مَیں نہیں سمجھتا کہ حضرت عیسیٰ کی وفات پر کیا پتھر پڑتا ہے کہ نیلی پیلی آنکھیں کر لیتے ہو۔ (اب بھی یہی بعض لوگ بعض فرقے، بعض علماء شور مچاتے رہتے ہیں کہ یہ دیکھو جی انہوں نے کیا کرلیا۔ کچھ تو عیسیٰ علیہ السلام کے انکاری ہو گئے کہ آنا ہی نہیں اور کچھ کہتے ہیں آئے گا لیکن یہ نہیں، ابھی جو زندہ موجود ہیں)

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمیں بھی رنج نہ ہوتا کہ اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی وفات کا لفظ سن کر ایسے آنسو بہاتے مگر افسوس تو یہ ہے کہ خاتم النبیین اور سرورِ دو عالم کی نسبت تو تم بڑی خوشی سے موت تسلیم کرلو اور اس شخص کی نسبت جو اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے بھی قابل نہیں بتاتا زندہ یقین کرتے ہو اور اس کی نسبت موت کا لفظ منہ سے نکلا اور تمہیں غضب آجاتا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب تک زندہ رہتے تو ہرج نہ تھا اس لیے کہ آپ وہ عظیم الشان ہدایت لے کر آئے تھے جس کی نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی اور آپؐ نے وہ عملی حالتیں دکھائیں کہ آدم سے لے کر اس وقت تک کوئی اس کا نمونہ اور نظیر پیش نہیں کرسکتا۔ فرمایا: میں تم کو سچ سچ کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے وجود کی جس قدر ضرورت دنیا اور مسلمانوں کو تھی اس قدر ضرورت مسیح کے وجود کی نہیں تھی۔ پھر آپؐ کا وجود باجود وہ مبارک وجود ہے کہ جب آپؐ نے وفات پائی تو صحابہ کی یہ حالت تھی کہ وہ دیوانے ہو گئے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے تلوار میان سے نکال لی اور کہا کہ اگر کوئی آنحضرت ﷺ کو مردہ کہے گا تو میں اس کا سر جدا کر دوں گا۔ اس جوش کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو ایک خاص نور اور فراست عطا کی۔ انہوں نے سب کو اکٹھا کیا اور خطبہ پڑھا۔ (اور وہاں یہ آیت بھی پڑھی کہ) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران 145) یعنی آنحضرت ﷺ ایک رسول ہیں اور آپؐ سے پیشتر جس قدر رسول آئے وہ سب وفات پاچکے ہیں۔ فرمایا کہ اب آپ غور کریں اور سوچ کر بتائیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات پر یہ آیت کیوں پڑھی تھی اور اس سے آپ کا کیا مقصد اور منشا تھا؟ اور پھر ایسی حالت میں کہ کُل صحابہ موجود تھے۔ میں یقیناً کہتا ہوں اور آپ انکار نہیں کر سکتے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کی وجہ سے صحابہ کے دل پر سخت صدمہ تھا اور اس کو بے وقت اور قبل از وقت سمجھتے تھے۔ وہ پسند نہیں کر سکے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کی خبر سنیں۔ ایسی حالت اور صورت میں کہ حضرت عمرؓ جیسا جلیل القدر صحابی اس جوش کی حالت میں ہو ان کا غصہ فرو نہیں ہوسکتا تھا بجز اس کے کہ یہ آیت ان کی تسلی کا موجب ہوتی۔ اگر انہیں یہ معلوم ہوتا یا یہ یقین ہوتا کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں تو وہ تو زندہ ہی مر جاتے۔ وہ تو آنحضرتؐ کے عشاق تھے اور آپؐ کی حیات کے سوا کسی اَور کی حیات کو گوارا ہی نہ کر سکتے تھے پھر کیونکر اپنی آنکھوں کے سامنے آپؐ کو وفات یافتہ دیکھتے اور مسیح کو زندہ یقین کرتے یعنی جب حضرت ابوبکرؓ نے خطبہ پڑھا تو ان کا جوش فرو ہو گیا۔ اُس وقت صحابہ مدینہ کی گلیوں میں آیت پڑھتے پھرتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ گویا یہ آیت آج ہی اتری ہے۔ اُس وقت حسان بن ثابتؓ نے ایک مرثیہ لکھا جس میں انہوں نے کہا۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيْ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

چونکہ مذکورہ بالا آیت نے بتادیا تھا کہ سب مر گئے۔ اس لیے حسانؓ نے بھی کہہ دیا کہ اب کسی کی موت کی پروا نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی کی زندگی صحابہ پر سخت شاق تھی اور وہ اس کو گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ اس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ پہلا اجماع تھا جو دنیا میں ہوا اور اس میں حضرت مسیح کی وفات کا بھی کلّی فیصلہ ہو چکا تھا۔ (ماخوذ از لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن، جلد20، صفحہ 260 تا 262) (ملفوظات، جلد8، صفحہ 224-227)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً وعملاً وصدقاً وثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا۔“ کوئی پہلو باہر نہیں رہا۔ علمی بھی اور عملی بھی اور سچائی کے معیاروں کا بھی اور ثابت قدمی کا بھی اور علم اور عرفان کا بھی وہ نمونہ تھا تو انسان کامل کہلایا۔ پھر فرمایا کہ ”......وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالَم کا عالَم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔“ یعنی کہ روحانی زندگی ان کو مل گئی۔ حضرت خاتم الانبیاء وہ مبارک نبی کہ ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ ”وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور ذکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔“ (اتمام الحجۃ، روحانی خزائن جلد8 صفحہ 308)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کا حقیقی ادراک عطا کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر ہم جھکنے والے ہوں۔ اور یہی طریق ہے، ہم اپنے عمل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ثابت کریں گے اور اپنے دلوں میں اسے بٹھائیں گے تو ہم مخالفین کی مخالفت کا جواب دے سکیں گے یعنی ہماری عملی حالتیں ان مخالفین کی مخالفت کا جواب دیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد19، صفحہ 26)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اَرول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”نوع انسان کیلئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد19، صفحہ 13)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیاپوری، سابق امیر ضلع وافراد خاندان ومرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی جانب سے سربراہان مملکت کو خطوط

کورونا وائرس نے ممالک اور انسانیت کی کمزور اور پُرخطا حالت کو ظاہر کر دیا ہے

طبعی آفات اور جان لیوا وبائیں انسانیت کیلئے ایک تنبیہ ہیں
تا انسان اپنے خالق کو پہچانے اور اس کی مخلوق کے حق ادا کرے

سربراہان بین الاقوامی اور ملکی سطح پر انصاف کے اعلیٰ معیاروں کو قائم کریں

اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری اپنے عہدے کا استعمال کرتے ہوئے ممالک کے مابین اتحاد پیدا کریں

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جون کے مہینے میں مختلف سربراہانِ ممالک کو خطوط تحریر فرمائے۔ ان خطوط میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انہیں اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ اس انوکھے وقت پر غور کریں جس میں سے دنیا گزر رہی ہے اور یہ کہ covid-19 کے تباہ کن اثرات کو یہ لیڈران انسانیت کیلئے ایک تنبیہ سمجھیں۔

گزشتہ چند ماہ میں covid-19 کی وبا کے نتیجے میں دنیا مکمل طور پر ہل چکی ہے۔ انسان تصور بھی نہ کر سکتا تھا اور یہ بات ناممکن معلوم ہوتی تھی کہ ممالک اس طور پر رک جائیں گے۔ تمام دنیا ایک مشکل میں پڑ گئی اور اس بات کی ضرورت پیش آئی کہ covid-19 کے سدِّ باب کیلئے ایک عالمی اور یک جہت کوشش کی جائے۔ لیکن افسوس ہے کہ یکجہتی کی بجائے اختلاف اور تفرقہ ابھر کر سامنے آیا۔ ممالک اور ان کے سربراہان نے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور بھروسہ مندی کی جگہ الزام تراشی کی۔

اس تمام عرصے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نہ صرف دنیا بھر کے مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی بلکہ تمام انسانیت کی رہنمائی کیلئے کوشاں رہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کے حقوق اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔ چنانچہ جون کے مہینے میں حضور انور نے امریکہ، برطانیہ، چین، روس، فرانس، جرمنی، کینیڈا، جاپان، انڈیا، اسرائیل اور آسٹریلیا کے سربراہان کو خطوط لکھے۔ ان خطوط میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ کورونا وائرس نے ممالک اور انسانیت کی کمزور اور پُرخطا حالت کو ظاہر کر دیا ہے اور اس یقین کا اظہار کیا کہ اس وبا کے اثرات اور دنیا کا مکمل طور پر رک جانا خدا تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق ہے اور یہ انسانیت کیلئے ایک عظیم تنبیہ ہے تا لوگ اپنی حالت کو درست کریں اور ہر قسم کے ظلم سے باز آئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ سابقہ اقوام جو طبعی آفات کے نتیجے میں ہلاک ہوئیں وہ اپنی زیادتیوں اور تکبر کی وجہ سے تباہ ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ فرعون بھی اپنے کفر کی وجہ سے ہلاک نہ ہوا بلکہ اپنے مظالم کی وجہ سے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج کل کے لیڈران اور اقوام کیلئے ضروری ہے کہ وہ ماضی سے سبق سیکھیں اور اس بات کو پہچانیں کہ طبعی آفات اور جان لیوا وبائیں انسانیت کیلئے ایک تنبیہ ہیں تا انسان اپنے خالق کو پہچانے اور اس کی مخلوق کے حق ادا کرے۔

اپنے خطوط میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لکھا کہ Covid-19 کے معاشی نتائج دنیا کو مزید بے چینی میں ڈال دیں گے اور دنیا کے امن اور سکون کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ چنانچہ حضور انور نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ سربراہان بین الاقوامی اور ملکی سطح پر انصاف کے اعلیٰ معیاروں کو قائم کریں اور اپنی عوام کیلئے ایک مثبت اور نیک مثال قائم کریں۔

مزید یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اقوامِ متحدہ کے جنرل سیکرٹری HisExcellency António Guterres کو بھی خط لکھا جس میں آپ نے اِسی پیغام کی طرف توجہ دلائی جو دیگر سیاسی رہنماؤں کو لکھا تھا اور تاکید کی کہ وہ اپنے عہدے کا استعمال کرتے ہوئے ممالک کے مابین اتحاد پیدا کریں۔

اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے His Holiness Pope Francis کو بھی خط لکھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچایا اور اظہار کیا کہ اب اس بات کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے کہ مذہبی رہنما اس بات کی کوشش کریں کہ بین المذاہب رواداری اور عزت قائم کی جائے۔

نیز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گھانا، سیرالیون اور نائیجیریا کے صدران کو بھی خطوط لکھے۔ افریقہ کے ممالک کے صدران کو بھجوائے گئے خطوط میں حضور انور نے اس بات کی امید کا اظہار کیا کہ ان کے ممالک مزید ترقی کریں۔ اور یہ کہ ان ممالک کے سربراہان اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کریں اور اپنے ممالک کی ترقی کیلئے کوشاں رہیں۔

اللہ کرے کہ دنیا کے امن و امان کی خاطر وہ سربراہان جن کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطوط بھجوائے ہیں وہ آپ کے اس پیغام اور تنبیہ کو سمجھنے والے بنیں۔

اللہ تعالیٰ حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نیک مقاصد کو پورا فرمائے۔ آمین!

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 7/اگست 2020)

جلسہ سالانہ برطانیہ 2020ء کی مختصر رپورٹ

جلسہ سالانہ برطانیہ کے ایام میں
ایم.ٹی.اے انٹرنیشنل کی سہ روزہ خصوصی نشریات

9/اگست 2020ء کو ایوانِ مسرور، اسلام آباد (ٹلفورڈ، سرے) یو.کے سے
سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایمان افروز خصوصی خطاب

کورونا وائرس کی وجہ سے امسال جلسہ سالانہ یو.کے 2020 کے مقررہ ایام میں ایم ٹی اے انٹرنیشنل نے سہ روزہ خصوصی پروگرام نشر کیے جن میں سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے گزشتہ خطابات جو آپ نے مختلف ممالک کے جلسہ سالانہ میں فرمائے تھے پیش کئے گئے۔ اسکے علاوہ بعض لائیو اور بعض ریکارڈیڈ پروگرام بھی شامل تھے۔ ان خصوصی پروگرامز کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 7/اگست 2020ء میں اعلان فرمایا تھا۔ جلسہ سالانہ یو کے کے دوسرے روز بعد دوپہر کے اجلاس میں حضور انور دوران سال جماعت احمدیہ پر ہونے والے افضال و برکات اور ترقیات کی رپورٹ پیش فرماتے ہیں۔ خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس رپورٹ کا پہلا حصہ بیان فرمایا۔ خطبہ کے اختتام پر فرمایا کہ جماعت پر ہونے والے اللہ تعالیٰ کے افضال و انعامات کی رپورٹ جلسے کے دوسرے دن پیش کی جاتی ہے، اس سال چونکہ جلسہ نہیں ہو رہا اس لیے مَیں نے سوچا کہ دو قسطوں میں اس کو بیان کردوں۔ چنانچہ اس رپورٹ کا بقیہ حصّہ یہاں ہال میں اتوار کی شام چار بجے جلسے کی طرز پر سامعین کے سامنے بیان کردوں گا جہاں سے ساری دنیا اُن افضال کو جو دورانِ سال اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ پر کیے ہیں، ایم.ٹی.اے کے ذریعے سُن لے گی۔

خصوصی اجلاس

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس خصوصی اجلاس میں شرکت کیلئے 9/اگست بروز اتوار لندن وقت کے مطابق شام 4 بجکر 1 منٹ پر ایوانِ مسرور میں تشریف لائے اور اجلاس کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز فرمایا۔ مکرم نصر احمد ارشد صاحب نے سورۃ الصّف کی آیات 8 تا 12 کی تلاوت کی۔ ان آیات کا اردو ترجمہ مکرم آصف بن اویس صاحب نے پیش کیا۔

بعد ازاں مکرم رانا محمود الحسن صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ اردو منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطاب کیلئے ڈائس پر تشریف لائے اور سامعین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش کیا جس کے بعد حضور انور نے سامعین سے خطاب فرمایا۔ اس خطاب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دوران سال جماعت احمدیہ پر ہونے والے افضال الٰہیہ کا ذکر فرمایا جو 5 بجکر 52 منٹ تک جاری رہا۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 7/اگست اور خطاب فرمودہ 9/اگست کا مختصر خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

دنیا بھر میں پاکستان کے علاوہ 288 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ 1040 نئے مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا ہے۔ 217 مساجد جماعت کو عطا ہوئیں جن میں سے 124 نئی تعمیر ہوئی ہیں اور 93 بنی بنائی ملی ہیں۔ 97 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا ہے۔ 114 ملکوں میں 41,111 وقار عمل ہوئے۔ رقیم پریس کے ذریعہ 360240 کتب چھپی ہیں۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان سے یسرنا القرآن کے فونٹ پر خوبصورت قرآن کریم کی طباعت ہوئی ہے۔ اس فونٹ کو خط منظور کا نام دیا گیا ہے۔ 63 لاکھ 87 ہزار فولڈرز اور پمفلٹس تقسیم کئے گئے۔ 111 ممالک میں 93 لاکھ 57 ہزار لیف لٹس تقسیم کئے گئے۔ ناظر صاحب نشر و اشاعت قادیان کی رپورٹ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی 16 مزید کتب کے ہندی تراجم پہلی دفعہ شائع ہوئے جبکہ 21 کتب پر کام ہو رہا ہے۔ دنیا بھر میں واقفینِ نو کی کل تعداد 72 ہزار 932 ہے جس میں 43 ہزار 281 لڑکے اور 27 ہزار 944 لڑکیاں ہیں۔ اس سال نئے واقفین جو شامل ہوئے وہ 3994 ہیں۔ اس وقت 310 کتب انگریزی اور ایک ہزار اُردو زبان کی کتب الاسلام ویب سائٹ پر ڈالی جا چکی ہیں۔ دنیا کے 2544 اخبارات نے 12453 جماعتی مضامین، آرٹیکلز اور خبریں وغیرہ شائع کیں۔ ان اخبارات کے قارئین کی مجموعی تعداد تقریباً 52 کروڑ سے زائد ہے۔ ہیومینٹی فرسٹ اب تک 54 ممالک میں رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ MTA انٹرنیشنل کے 16 ڈیپارٹمنٹ ہیں جس میں 469 کارکنان کام کرتے ہیں۔ 27/مئی 2020ء سے دنیا کے مختلف ریجنز کے اعتبار سے آٹھ چینلز کے ذریعے نشریات کا آغاز کیا گیا ہے۔ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک لاکھ 12 ہزار 179 بیعتیں ہوئیں اور 98 ممالک سے تقریباً 220 اقوام احمدیت میں داخل ہوئیں۔

آخر پر حضور انور نے دعا کے ساتھ اس خصوصی اجلاس کا اختتام فرمایا اور 'السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' فرماتے ہوئے ایوانِ مسرور سے واپس تشریف لے گئے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 11/اگست 2020)

نبیوں کا سردارؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کفّارِ مکہ کی ابوطالب کے پاس شکایت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال

جب یہ تعلیمیں بار بار مکہ والوں کو سنائی جانے لگیں اور شریف الطبع لوگوں کی رغبت اسلام کی طرف بڑھنے لگی تو ایک دن مکہ کے سردار جمع ہو کر آپ کے چچا ابو طالب کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ آپ ہمارے رئیس ہیں اور آپ کی خاطر ہم نے آپ کے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کچھ نہیں کہا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ آپ کے ساتھ ہم آخری فیصلہ کریں یا تو آپ اُسے سمجھائیں اور اس سے پوچھیں کہ آخر وہ ہم سے چاہتا کیا ہے۔ اگر اُس کی خواہش عزت حاصل کرنے کی ہے تو ہم اسے اپنا سردار بنانے کیلئے تیار ہیں۔ اگر وہ دولت کا خواہش مند ہے تو ہم میں سے ہر شخص اپنے مال کا کچھ حصہ اُس کو دینے کیلئے تیار ہے۔ اگر اُسے شادی کی خواہش ہے تو مکہ کی ہر لڑکی جو اُسے پسند ہو اُس کا نام لے ہم اُس سے اُس کا بیاہ کرانے کیلئے تیار ہیں۔ ہم اِس کے بدلہ میں اُس سے کچھ نہیں چاہتے اور کسی بات سے نہیں روکتے۔ ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے بتوں کو بُرا کہنا چھوڑ دے۔ وہ بیشک کہے خدا ایک ہے مگر یہ نہ کہے کہ ہمارے بت بُرے ہیں۔ اگر وہ اتنی بات مان لے تو ہماری اس سے صلح ہو جائے گی۔ آپ اُسے سمجھائیں اور ہماری تجویز کے قبول کرنے پر آمادہ کریں۔ ورنہ پھر دو باتوں میں سے ایک ہو گی یا آپ کو اپنا بھتیجا چھوڑنا پڑے گا یا آپ کی قوم آپ کی ریاست سے انکار کر کے آپ کو چھوڑ دے گی۔ ابوطالب کیلئے یہ بات نہایت ہی شاق تھی۔ عربوں کے پاس روپیہ پیسہ تو تھوڑا ہی ہوتا تھا ان کی ساری خوشی اُن کی ریاست میں ہوتی تھی۔ رؤساء قوم کیلئے زندہ رہتے تھے اور قوم رؤساء کیلئے زندہ رہتی تھی۔ یہ بات سن کر ابو طالب بیتاب ہو گئے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُلوایا اور کہا کہ اے میرے بھتیجے! میری قوم میرے پاس آئی ہے اور اس نے مجھے یہ پیغام دیا ہے اور ساتھ ہی انہوں نے مجھے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اگر تمہارا بھتیجا ان باتوں میں سے کسی ایک بات پر بھی راضی نہ ہو تو پھر ہماری طرف سے ہر ایک قسم کی پیشکش ہو چکی ہے اگر وہ اس پر بھی اپنے طریقہ سے باز نہیں آتا تو آپ کا کام ہے کہ اسے چھوڑ دیں اور اگر آپ اسے چھوڑنے کیلئے تیار نہ ہوں تو پھر ہم لوگ آپ کی ریاست سے انکار کر کے آپ کو چھوڑ دیں گے۔ جب ابو طالب نے یہ بات کی تو اُن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اُن کے آنسوؤں کو دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے اور آپ نے فرمایا اے میرے چچا! میں یہ نہیں کہتا کہ آپ اپنی قوم کو چھوڑ دیں اور میرا ساتھ دیں۔ آپ بیشک میرا ساتھ چھوڑ دیں اور اپنی قوم کے ساتھ مل جائیں۔ لیکن مجھے خدائے وحدہ لاشریک کی قسم ہے کہ اگر سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں لا کر کھڑا کر دیں تب بھی میں خدا تعالیٰ کی توحید کا وعظ کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ میں اپنے کام میں لگا رہوں گا جب تک خدا مجھے موت دے۔ آپ اپنی مصلحت کو خود سوچ لیں۔ یہ ایمان سے پُر اور یہ اخلاص سے بھرا ہوا جواب ابو طالب کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی تھا۔ اُنہوں نے سمجھ لیا کہ گو مجھے ایمان لانے کی توفیق نہیں ملی لیکن اِس ایمان کا نظارہ دیکھنے کی توفیق ملنا ہی سب دولتوں سے بڑی دولت ہے اور آپ نے کہا اے میرے بھتیجے! جا اور اپنا فرض ادا کرتا رہ۔ قوم اگر مجھے چھوڑنا چاہتی ہے تو بیشک چھوڑ دے میں تجھے نہیں چھوڑ سکتا۔

حبشہ کی طرف ہجرت

جب مکہ والوں کا ظلم انتہاء کو پہنچ گیا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے ساتھیوں کو بُلوایا اور فرمایا مغرب کی طرف سمندر پار ایک زمین ہے جہاں خدا کی عبادت کی وجہ سے ظلم نہیں کیا جاتا۔ مذہب کی تبدیلی کی وجہ سے لوگوں کو قتل نہیں کیا جاتا وہاں ایک منصف بادشاہ ہے، تم لوگ ہجرت کر کے وہاں چلے جاؤ شاید تمہارے لئے آسانی کی راہ پیدا ہو جائے۔ کچھ مسلمان مرد اور عورتیں اور بچے آپ کے اس ارشاد پر ایبے سینیا کی طرف چلے گئے۔ ان لوگوں کا مکہ سے نکلنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ مکہ کے لوگ اپنے آپ کو خانہ کعبہ کا متولّی سمجھتے تھے اور مکہ سے باہر چلے جانا ان کیلئے ایک ناقابل برداشت صدمہ تھا۔ وہی شخص یہ بات کہہ سکتا تھا جس کیلئے دنیا میں کوئی اور ٹھکانہ باقی نہ رہے۔ پس ان لوگوں کا نکلنا ایک نہایت ہی دردناک واقعہ تھا۔ پھر نکلنا بھی اُن لوگوں کو چوری ہی پڑا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر مکہ والوں کو معلوم ہو گیا تو وہ ہمیں نکلنے نہیں دیں گے اور اس وجہ سے وہ اپنے عزیزوں اور پیاروں کی آخری ملاقات سے بھی محروم جا رہے تھے۔ اُن کے دلوں کی جو حالت تھی سو تھی، اُن کے دیکھنے والے بھی ان کی تکلیف سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ چنانچہ جس وقت یہ قافلہ نکل رہا تھا حضرت عمرؓ جو اُس وقت تک کافر اور اسلام کے شدید دشمن تھے اور مسلمانوں کو تکلیف دینے والوں میں سے چوٹی کے آدمی تھے اتفاقاً اُس قافلہ کے بعض افراد کو مل گئے۔ اُن میں ایک صحابیہ اُمِّ عبداللہ نامی بھی تھیں۔ بندھے ہوئے سامان اور تیار سواریوں کو جب آپ نے دیکھا تو آپ سمجھ گئے کہ یہ لوگ مکہ کو چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپ نے کہا اُمِّ عبداللہ یہ تو ہجرت کے سامان نظر آ رہے ہیں۔ اُمِّ عبداللہ کہتی ہیں میں نے جواب میں کہا ہاں خدا کی قسم! ہم کسی اور ملک میں چلے جائیں گے کیونکہ تم نے ہم کو بہت دکھ دیئے ہیں اور ہم پر بہت ظلم کئے ہیں ہم اُس وقت تک اپنے ملک میں نہیں لوٹیں گے جب تک خدا تعالیٰ ہمارے لئے کوئی آسانی اور آرام کی صورت نہ پیدا کر دے۔ اُمِّ عبداللہ بیان کرتی ہیں کہ عمر نے جواب میں کہا اچھا خدا تمہارے ساتھ ہو اور میں نے اُن کی آواز میں رقت محسوس کی جو اِس سے پہلے میں نے کبھی محسوس نہیں کی تھی۔ پھر وہ جلدی سے منہ پھیر کر چلے گئے اور میں نے محسوس کیا کہ اِس واقعہ سے ان کی طبیعت نہایت ہی غمگین ہو گئی ہے۔

جب اُن لوگوں کے ہجرت کرنے کی مکہ والوں کو خبر ہوئی تو اُنہوں نے ان کا تعاقب کیا اور سمندر تک ان کے پیچھے گئے مگر یہ قافلہ اِن لوگوں کے سمندر تک پہنچنے سے پہلے ہی حبشہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ جب مکہ والوں کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ ایک وفد بادشاہِ حبشہ کے پاس بھیجا جائے جو اُسے مسلمانوں کے خلاف بھڑکائے اور اُسے تحریک کرے کہ وہ مسلمانوں کو مکہ والوں کے سپرد کر دے تا کہ وہ اُنہیں ان کی اِس شوخی کی سزا دیں کہ رؤسائے شہر کے ظلموں کو برداشت نہ کرتے ہوئے وہ مکہ سے کیوں بھاگے تھے۔ اِس وفد میں عمرو بن العاص بھی تھے جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے اور مصر اُنہی کے ہاتھوں فتح ہوا۔ یہ وفد حبشہ گیا اور بادشاہ سے ملا اور امرائے دربار کو اُنہوں نے خوب اُکسایا، لیکن اللہ تعالیٰ نے بادشاہِ حبشہ کے دل کو مضبوط کر دیا اور اُس نے باوجود اِن لوگوں کے اصرار کے اور باوجود درباریوں کے اصرار کے مسلمانوں کو کفّار کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا۔ جب یہ وفد ناکام واپس آیا تو مکہ والوں نے ان مسلمانوں کو بُلانے کیلئے ایک اور تدبیر سوچی اور وہ یہ کہ حبشہ جانے والے بعض قافلوں میں یہ خبر مشہور کر دی کہ مکہ کے سب لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ جب یہ خبر حبشہ پہنچی تو اکثر مسلمان خوشی سے مکہ کی طرف واپس لوٹے مگر مکہ پہنچ کر اُن کو معلوم ہوا کہ یہ خبر محض شرارتاً مشہور کی گئی تھی اور اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ اس پر کچھ لوگ تو واپس حبشہ چلے گئے اور کچھ مکہ میں ہی ٹھہر گئے۔ اِن مکہ میں ٹھہرنے والوں میں سے عثمان بن مظعونؓ بھی تھے جو مکہ کے ایک بہت بڑے رئیس کے بیٹے تھے۔ اِس دفعہ انکے باپ کے ایک دوست ولید بن مغیرہ نے ان کو پناہ دی اور وہ امن سے مکہ میں رہنے لگے۔ مگر اس عرصہ میں انہوں نے دیکھا کہ بعض دوسرے مسلمانوں کو دکھ دیئے جاتے ہیں اور اُنہیں سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں۔ چونکہ وہ غیرت مند نوجوان تھے ولید کے پاس گئے اور اُسے کہہ دیا کہ میں آپ کی پناہ کو واپس کرتا ہوں کیونکہ مجھ سے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ دوسرے مسلمان دکھ اُٹھائیں اور میں آرام میں رہوں۔ چنانچہ ولید نے اعلان کر دیا کہ عثمان اب میری پناہ میں نہیں۔ اس کے بعد ایک دن لبید عرب کا مشہور شاعر مکہ کے رؤساء میں بیٹھا اپنے شعر سنا رہا تھا کہ اُس نے ایک مصرع پڑھا **وَكُلُّ نَعِيْمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلُ** جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر نعمت آخر مٹ جانے والی ہے۔ عثمان نے کہا یہ غلط ہے جنت کی نعمتیں ہمیشہ قائم رہیں گی۔ لبید ایک بہت بڑا آدمی تھا یہ جواب سن کر جوش میں آ گیا اور اُس نے کہا اے قریش کے لوگو! تمہارے مہمان کو تو پہلے اس طرح ذلیل نہیں کیا جا سکتا تھا اب یہ نیا رواج کب سے شروع ہوا ہے؟ اِس پر ایک شخص نے کہا یہ ایک بیوقوف آدمی ہے اِس کی بات کی پرواہ نہ کریں۔ حضرت عثمانؓ نے اپنی بات پر اصرار کیا اور کہا بیوقوفی کی کیا بات ہے جو بات میں نے کہی ہے وہ سچ ہے۔ اس پر ایک شخص نے اُٹھ کر زور سے آپ کے منہ پر گھونسا مارا جس سے آپ کی ایک آنکھ نکل گئی۔ ولید اُس وقت اُس مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ عثمانؓ کے باپ کے ساتھ اُس کی بڑی گہری دوستی تھی۔ اپنے مردہ دوست کے بیٹے کی یہ حالت اُس سے دیکھی نہ گئی۔ مگر مکہ کے رواج کے مطابق جب عثمانؓ اس کی پناہ میں نہیں تھے تو وہ ان کی حمایت بھی نہیں کر سکتا تھا، اس لئے اَور تو کچھ نہ کر سکا نہایت ہی دکھ کے ساتھ عثمانؓ ہی کو مخاطب کر کے بولا! اے میرے بھائی کے بیٹے! خدا کی قسم تیری یہ آنکھ اس صدمہ سے بچ سکتی تھی جبکہ تو ایک زبردست حفاظت میں تھا (یعنی میری پناہ میں تھا) لیکن تو نے خود ہی اس پناہ کو چھوڑ دیا اور یہ دن دیکھا۔ عثمانؓ نے جواب میں کہا جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے میں خود اس کا خواہشمند تھا تم میری پھوٹی ہوئی آنکھ پر ماتم کر رہے ہو حالانکہ میری تندرست آنکھ اس بات کیلئے تڑپ رہی ہے کہ جو میری بہن کے ساتھ ہوا ہے وہی میرے ساتھ کیوں نہیں ہوتا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ میرے لئے بس ہے۔ اگر وہ تکلیفیں اُٹھا رہے ہیں تو میں کیوں نہ اُٹھاؤں۔ میرے لئے خدا کی حمایت کافی ہے۔ (جاری)

(نبیوں کا سردارؐ، صفحہ 30 تا 35، مطبوعہ قادیان 2014ء)

......☆......☆......☆......

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)
Mobile : 8978952048
NEW Lords SHOE CO.
lordsshoe.co@gmail.com
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/82, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بیان کیا مجھ سے شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز ظہر کے بعد مسجد میں بیٹھ گئے ان دنوں میں آپ نے شیخ سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھا تھا کہ یہ ابتر رہے گا اور اس کا بیٹا جواب موجود ہے وہ نامرد ہے گویا اسکی اولاد آگے نہیں چلے گی (خاکسار عرض کرتا ہے کہ سعد اللہ سخت معاند تھا اور حضرت مسیح موعود کے خلاف بہت بیہودہ گوئی کیا کرتا تھا) مگر ابھی آپ کی یہ تحریر شائع نہ ہوئی تھی ۔ اس وقت مولوی محمد علی صاحب نے آپ سے عرض کیا کہ ایسا لکھنا قانون کے خلاف ہے ۔ اس کا لڑکا اگر مقدمہ کردے تو پھر اس بات کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ وہ واقعی نامرد ہے ۔ حضرت صاحب پہلے نرمی کے ساتھ مناسب طریق پر جواب دیتے رہے مگر جب مولوی محمد علی صاحب نے بار بار پیش کیا اور اپنی رائے پر اصرار کیا تو حضرت صاحب کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ نے غصّے کے لہجے میں فرمایا ۔ ’’**جب نبی ہتھیار لگا کر باہر آجاتا ہے تو پھر ہتھیار نہیں اتارتا۔**‘‘

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود پانچ بہن بھائی تھے ۔ سب سے بڑی حضرت صاحب کی وہ ہمشیرہ تھیں جن کی شادی مرزا غلام غوث ہوشیار پوری کے ساتھ ہوئی تھی ۔ حضرت صاحب کی یہ ہمشیرہ صاحب رؤیاء و کشف تھیں ان کا نام مراد بی بی تھا ۔ ان سے چھوٹے مرزا غلام قادر صاحب تھے ۔ ان سے چھوٹا ایک لڑکا تھا جو بچپن میں فوت ہوگیا ۔ اس سے چھوٹی حضرت صاحب کی وہ ہمشیرہ تھی جو آپ کے ساتھ توام پیدا ہوئی اور جلد فوت ہوگئی اس کا نام جنت تھا سب سے چھوٹے حضرت مسیح موعود تھے ۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہماری بڑی ہمشیرہ کو ایک دفعہ کسی بزرگ نے خواب میں ایک تعویذ دیا تھا ۔ بیدار ہوئیں تو ہاتھ میں بھوج پتر پر لکھی ہوئی سورۃ مریم تھی ۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے یہ بھوج پتر دیکھا ہے جو اب تک ہماری بڑی بھاوج صاحبہ یعنی والدہ مرزا رشید احمد صاحب کے پاس محفوظ ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یوں تو الہامات کا سلسلہ بہت پہلے سے شروع ہو چکا تھا لیکن وہ الہام جس میں آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کیلئے صریح طور پر مامور کیا گیا مارچ 1882ء میں ہوا جب کہ آپ براہین احمدیہ حصہ سوم تحریر فرما رہے تھے (دیکھو براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 238) لیکن اس وقت آپ نے سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا بلکہ اس کیلئے مزید حکم تک توقف کیا چنانچہ جب فرمان الٰہی نازل ہوا تو آپ نے بیعت کیلئے دسمبر 1888ء میں اعلان فرمایا اور بذریعہ اشتہار لوگوں کو دعوت دی اور شروع 1889ء میں بیعت لینا شروع فرمادی لیکن اس وقت تک بھی آپ کو صرف مجدّد و مامور ہونے کا دعویٰ تھا اور گو شروع دعویٰ ماموریت سے ہی آپ کے الہامات میں آپ کے مسیح موعود ہونے کی طرف صریح اشارات تھے لیکن قدرت الٰہی کہ ایک مدت تک آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ صرف یہ فرماتے رہے کہ مجھے اصلاح خلق کیلئے مسیح ناصری کے رنگ میں قائم کیا گیا ہے اور مجھے مسیح سے مماثلت ہے ۔ اس کے بعد شروع 1891ء میں آپ نے حضرت مسیح ناصری کی موت کے عقیدہ کا اعلان فرمایا اور یہ دعویٰ فرمایا کہ جس مسیح کا اس امت کیلئے وعدہ تھا وہ مَیں ہوں ۔ آپ کی عام مخالفت کا اصل سلسلہ اسی دعویٰ سے شروع ہوتا ہے ۔ آپ کے نبی اور رسول ہونے کے متعلق بھی ابتدائی الہامات میں صریح اشارے پائے جاتے ہیں مگر اس دعویٰ سے بھی مشیت ایزدی نے آپ کو روکے رکھا حتّٰی کہ بیسویں صدی کا ظہور ہوگیا تب جا کر آپ نے اپنے متعلق نبی اور رسول کے الفاظ صراحتًا استعمال فرمانے شروع کئے ۔ اور خاص طور پر مثیل کرشن علیہ السلام ہونے کا دعویٰ تو آپ نے اس کے بھی بہت بعد یعنی 1904ء میں شائع کیا ۔ اور یہ سب کچھ خدائی تصرف کے ماتحت ہوا آپ کا اس میں ذرہ دخل نہیں تھا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حالات زندگی میں بھی یہی تدریجی ظہور نظر آتا ہے اور اس میں کئی حکمتیں ہیں جن کے بیان کی اس جگہ گنجائش نہیں ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے ۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے ۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی ۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے تھے جس سے بیماروں کو دوا دیتے تھے ۔ مرزا سلطان احمد صاحب نے بھی طب پڑھی تھی ۔ اور خاکسار سے حضرت خلیفہ ثانی نے ایک دفعہ بیان کیا تھا کہ مجھے بھی حضرت مسیح موعودؑ نے علم طب کے پڑھنے کے متعلق تاکید فرمائی تھی ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ باوجود اس بات کے کہ علم طب ہمارے خاندان کی خصوصیت رہا ہے ۔ ہمارے خاندان میں سے کبھی کسی نے اس علم کو اپنے روزگار کا ذریعہ نہیں بنایا اور نہ ہی علاج کے بدلے میں کسی سے کبھی کچھ معاوضہ لیا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بیان کیا مجھ سے جھنڈا سنگھ ساکن کاہلواں نے کہ میں بڑے مرزا صاحب کے پاس آیا جایا کرتا تھا ۔ ایک دفعہ مجھے بڑے مرزا صاحب نے کہا کہ جاؤ غلام احمد کو بلا لاؤ ایک انگریز حاکم میرا واقف ضلع میں آیا ہے اسکا منشاء ہو تو کسی اچھے عہدہ پر نوکر کرادوں ۔ جھنڈا سنگھ کہتا تھا کہ میں مرزا صاحب کے پاس گیا تو دیکھا چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا کر اس کے اندر بیٹھے ہوئے کچھ مطالعہ کر رہے ہیں ۔ میں نے بڑے مرزا صاحب کا پیغام پہنچا دیا ۔ مرزا صاحب آئے اور جواب دیا ’’میں تو نوکر ہوگیا ہوں‘‘ بڑے مرزا صاحب کہنے لگے کہ اچھا کیا واقعی نوکر ہوگئے ہو؟ مرزا صاحب نے کہا ہاں ہوگیا ہوں ۔ اس پر بڑے مرزا صاحب نے کہا اچھا اگر نوکر ہوگئے ہو تو خیر ہے ۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ کاہلواں قادیان سے جنوب کی طرف دو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے اور نوکر ہونے سے مراد خدا کی نوکری ہے ۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ جھنڈا سنگھ کئی دفعہ یہ روایت بیان کر چکا ہے اور وہ قادیان کی موجودہ ترقی کو دیکھ کر حضرت مسیح موعودؑ کا بہت ذکر کیا کرتا ہے اور آپ سے بہت محبت رکھتا ہے ۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہمارے دادا صاحب کو بوجہ خاندان میں سب سے بڑا اور معزز ہونے کے عام طور پر لوگ بڑے مرزا صاحب کہا کرتے تھے چنانچہ خود حضرت مسیح موعودؑ بھی عمومًا ان کے متعلق یہی الفاظ فرماتے تھے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعودؑ صدقہ بہت دیا کرتے تھے اور عموماً ایسا خفیہ دیتے تھے کہ ہمیں بھی پتا نہیں لگتا تھا ۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ کتنا صدقہ دیا کرتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا بہت دیا کرتے تھے ۔ اور آخری ایام میں جتنا روپیہ آتا تھا اس کا دسواں حصہ صدقے کیلئے الگ کردیتے تھے اور اس میں سے دیتے رہتے تھے ۔ والدہ صاحبہ نے بیان فرمایا کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ دسویں حصہ سے زیادہ نہیں دیتے تھے بلکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات اخراجات کی زیادت ہوتی ہے تو آدمی صدقہ میں کوتاہی کرتا ہے لیکن اگر صدقہ کا روپیہ پہلے سے الگ کر دیا جاوے تو پھر کوتاہی نہیں ہوتی کیونکہ وہ روپیہ پھر دوسرے مصرف میں نہیں آسکتا ۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا اسی غرض سے آپ دسواں حصہ تمام آمد کا الگ کردیتے تھے ورنہ ویسے دینے کو تو اس سے زیادہ بھی دیتے تھے ۔ خاکسار نے عرض کیا کہ کیا آپ صدقہ دینے میں احمدی غیر احمدی کا لحاظ رکھتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا نہیں بلکہ ہر حاجت مند کو دیتے تھے ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس زمانہ میں قادیان میں ایسے احمدی حاجت مند بھی کم ہی ہوتے تھے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعودؑ جب کسی سے قرضہ لیتے تھے تو واپس کرتے ہوئے کچھ زیادہ دے دیتے تھے ۔ خاکسار نے پوچھا کہ کیا آپ کو کوئی مثال یاد ہے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ اس وقت مثال تو یاد نہیں مگر آپ فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسا فرمایا ہے ۔ اور والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب کوئی نیکی کی بات نہیں بیان فرماتے تھے جب تک کہ خود اس پر عمل نہ ہو ۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی کسی کو قرض بھی دیا ہے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا ہاں کئی دفعہ دیا ہے ۔ چنانچہ ایک دفعہ مولوی صاحب (خلیفہ اول) اور حکیم فضل الدین صاحب بھیروی نے آپ سے قرض لیا ۔ مولوی صاحب نے جب قرض کا روپیہ واپس بھیجا تو آپ نے واپس فرما دیا اور کہلا بھیجا کہ کیا آپ ہمارے روپے کو اپنے روپے سے الگ سمجھتے ہیں ۔ مولوی صاحب نے اسی وقت حکیم فضل الدین صاحب کو کہلا بھیجا کہ میں یہ غلطی کر کے جھاڑ کھا چکا ہوں ۔ دیکھنا تم روپیہ واپس نہ بھیجنا ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے کسی سے سنا ہے کہ مولوی صاحب نے یہ بھی حکیم صاحب کو کہا تھا کہ اگر ضرور واپس دینا ہوا تو کسی اور طرح دے دینا ۔

(سیرۃُ المہدی، جلد 1، صفحہ 31 تا 44، مطبوعہ قادیان 2007)

......☆......☆......☆......

ارشاد
حضرت
امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

اپنے نمونے بہتر کریں،
صرف نام کا احمدی کہلانا کافی نہیں ہے، اپنے اندر تقویٰ پیدا کریں
اور تقویٰ صرف نام سے نہیں بلکہ اعمال صالحہ سے پیدا ہوتا ہے
(پیغام بر موقع جلسہ سالانہ اٹلی 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد
حضرت
امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق تبھی ادا ہوسکتا ہے
جب ہم نمازوں کو قائم کرنے والے ہوں گے
ہر احمدی کو اپنی نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے
(پیغام بر موقع جلسہ سالانہ اٹلی 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد تقویٰ پر چلتے ہوئے احمدیوں نے خلافت احمدیہ کے ساتھ جڑے رہنے کا عہد کیا تو
اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ اپنی تائید و نصرت کے وعدے کے مطابق جماعت کی وسعت کو اسی طرح جاری رکھا
جماعت کی مضبوطی اور استحکام کے نئے سے نئے باب کھلتے چلے گئے اور آج تک کھل رہے ہیں اور خدا کے فضل سے آئندہ بھی کھلتے چلے جائیں گے

جب تک کامل اطاعت کے نظارے نظر آتے رہیں گے
ان برکات سے فیض پاتے چلے جائیں گے جن کو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کیلئے مقدر کیا ہے

28 دسمبر 2009ء کو قادیان میں ہونے والے جلسہ سالانہ کے آخری روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لندن سے ایم.ٹی.اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست اختتامی خطاب

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

الحمدللہ آج قادیان کا جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کا جو کام اس بستی کے اس شخص کے سپرد کیا گیا تھا جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں ڈوبا ہوا تھا، جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں فنا تھا، جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو دنیا میں پھیلانے ، دنیا سے شرک ختم کرنے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکانے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرانے کیلئے اپنی تمام تر طاقتیں خرچ کر دیں۔ وہ دعاؤں کے ذریعے عرش کو ہلا دینے کے ساتھ ساتھ ظاہری اور دنیاوی تدبیریں بھی اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ بروئے کار لایا اور اس تبلیغ کا حق بھی ادا کر دیا جس کا آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (المائدۃ: 68) اے رسول! دنیا کی راہنمائی کیلئے، دنیا کو خدائے واحد کا راستہ دکھانے کیلئے، انسانوں کو اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کیلئے جو پیغام تجھ پر خدا تعالیٰ نے اتارا ہے اس کو کھول کر دنیا تک پہنچا دے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ اس خاتم الانبیاء اور افضل الرسل نے اس پیغام کے پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ اپنی قوت قدسی سے ایسے جاں نثار بھی پیدا کئے جنہوں نے پھر وہ معیار حاصل کئے کہ جنہیں دیکھ کر انسان حیران و ششدر رہ جاتا ہے۔ وہ مٹی کے ڈھیر سونے کے پہاڑ بن گئے۔ بداخلاقیوں اور گناہوں میں ڈوبے ہوئے تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کو چھونے لگے۔ ذرا ذرا سی بات پر تلواریں نکالنے والے تکبر سے پُر سر عاجزی اور انکساری اور قربانیوں کی مثال بن گئے اور پھر جس کام کو لے کر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں مبعوث ہوئے تھے اسکی سرانجام دہی کیلئے اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کر دیا اور کرتے چلے گئے اور کئی صدیاں یہی صورت حال رہی جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اور جب اندھیری راتوں کے بعد سِرَاجًا مُّنِيْرًا کی روشنی سے منور کرکے آپ کے غلام صادق کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھیجا، جو اس چھوٹی سی بستی قادیان کا رہنے والا تھا جسکی دنیا کے نقشے پر کوئی حیثیت نہیں تھی، جہاں آنے جانے کیلئے ذرائع نقل و حمل نہیں تھے تو جیسا کہ میں نے کہا اس غلام صادق نے پھر اس تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کیلئے مبعوث فرمایا تو ساتھ ہی یہ تسلی بھی دی کہ یہ کام جو تیرے سپرد کیا گیا ہے اس سے پریشان مت ہو۔ کوئی ضرورت نہیں پریشانی کی۔ اِنِّيْ مَعَكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ مَیں تیرے ساتھ ہوں اے رسول اللہ کے بیٹے۔

(تذکرہ، صفحہ 400، ایڈیشن چہارم 2004ء)

پھر آپ کو الہام ہوا کہ اِنِّيْ مَعَكَ حَيْثُ مَا كُنْتَ وَ اِنِّيْ نَاصِرُكَ وَ اِنِّيْ بُدُّكَ اللَّازِمُ وَعَضُدُكَ الْاَقْوٰی۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 383)

تُو جہاں بھی ہو مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ مَیں تیری مدد کروں گا۔ مَیں ہمیشہ کیلئے تیرا چارہ اور سہارا اور تیرا نہایت قوی بازو ہوں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ مجھے حکم ہوا کہ اَنْ اَدْعُوَ الْخَلْقَ اِلَى الْفُرْقَانِ وَدِيْنِ خَيْرِ الْوَرٰی مَیں لوگوں کو قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی طرف دعوت دوں۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 383)

پس اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو قادیان کی چھوٹی سی بستی میں مبعوث فرما کر قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی طرف بلانے کا کام سپرد کیا، اس تبلیغ کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی جسکا حکم دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا گیا تھا تو ساتھ ہی اس فکر کو دور کرنے کیلئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے عظیم کام کی سرانجام دہی کی ذمہ داری کا سن کر پریشان نہ ہو جائیں یہ تسلّی بھی کروا دی کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ تُو جہاں بھی ہوگا مَیں تیری مدد کروں گا۔ اس لئے اپنی خداداد صلاحیتوں کے ساتھ بے فکر ہو کر اس کام کے سرانجام دینے کیلئے کمربستہ ہو جا اور پھر ایک دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس جری اللہ نے اسلام کا نہ صرف دفاع کیا بلکہ تبلیغ کا حق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ مخلصین اور متقین کی ایک جماعت اپنے صحابہ میں قائم فرما دی کہ وہ بھی اپنی زندگیوں میں عظیم الشان پاک تبدیلیاں لا کر اس پیغام کو آگے پہنچانے والے بن گئے۔ عبادتوں کے معیار قائم کئے۔ اعلیٰ اخلاق کے معیار قائم کئے۔ بندوں کے حقوق ادا کرنے کے معیار قائم کئے۔ محبت اور پیار اور بھائی چارے کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کرتے چلے گئے۔ تبلیغ کیلئے اپنی زندگیاں وقف کیں اور یہ جاگ ایک سے دوسرے کو لگتی چلی گئی۔ یہ نیکیوں کے کام آگے بڑھتے چلے گئے اور صرف اپنے قریبی ماحول کی اصلاح اور قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچانے کی کوشش نہیں کی بلکہ برصغیر ہندو پاک کی حدود سے نکل کر بلکہ ایشیا کی حدود سے بھی نکل کر یورپ اور امریکہ میں بھی یہ پیغام پہنچانے کی کوشش کیلئے منصوبہ بندی کرنے لگے اور کوششیں بھی کیں اور پہنچے بھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں اپنوں کی تربیت کیلئے تقویٰ میں بڑھنے اور اعلیٰ اخلاق سیکھنے کیلئے جلسوں میں توجہ دلائی ہے۔ جلسوں کے انعقاد کیلئے بہت بڑا مقصد یہی تھا۔ وہاں اس جلسے کی غرض بیان کرتے ہوئے یہ بات بھی بیان فرمائی کہ ’’جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کیلئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ 281، جدید ایڈیشن، مطبوعہ ربوہ)

پس اس چھوٹی سی بستی جو آج بھی ایک چھوٹا سا شہر ہے جہاں ابھی تک ریل بھی نہیں ہے اب ریل لانے کیلئے وہاں کے ایک ممبر آف پارلیمنٹ کوشش کر رہے ہیں۔ پہلے کسی زمانے میں آئی تھی وہ ختم ہو گئی۔ اسکے رہنے والے عاشق صادق نے جو اللہ اور رسول کے عشق میں فنا تھے جس کے سپرد اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کا کام کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے تسلی کے الفاظ کے بعد پوری طرح تسلی میں تھا کہ اس کام نے تو اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہونا ہی ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اس لئے قطع نظر اس کے کہ وسائل ہیں یا نہیں۔ قطع نظر اس کے کہ ریل اور سڑک کا انتظام ہے یا نہیں۔ قطع نظر اس کے کہ پیغام پہنچانے کیلئے مال و زر کی فراوانی ہے یا نہیں اس حقیقت کو جانتے ہوئے کہ پہلے سالانہ جلسہ میں صرف 75 افراد شامل ہوئے تھے اور ایسے کاموں کی سرانجام دہی کیلئے افرادی قوت کی بھی ضرورت ہوتی ہے، لوگوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس بات کو بھی کوئی اہمیت نہیں دی اور فرمایا کہ ہم نے اس جلسے میں یورپ اور امریکہ میں پیغام حق پہنچانے کیلئے منصوبہ بندی بھی کرنی ہے۔ کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں جو اس عظیم الشان نبی کے ماننے والے ہیں جو محسن انسانیت ہے جس کے دل میں خدا کی مخلوق کیلئے ہمدردی اور تڑپ تھی جس نے اپنی جان کو اس کام کیلئے ہلکان کر لیا تھا۔ جو راتوں کو اٹھ اٹھ کر روتا تھا۔ جو اپنی سجدہ گاہوں کو اس لئے تر کرتا تھا کہ تمام دنیا اپنے پیدا کرنے والے خدائے واحد کی پہچان کرتے ہوئے اسکے آگے جھکنے والی اور اس کا حقیقی عبد بن جائے۔

پس اگر ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ہے تو اپنے اندر پاک تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ یورپ، امریکہ، ایشیا، افریقہ، آسٹریلیا اور جزائر کے رہنے والے سب انسانوں سے ہمدردی کا جذبہ رکھتے ہوئے انہیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچانا ہے۔ انسانیت سے ہمدردی کے خالص جذبے کے تحت انہیں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی قرآنی تعلیم سے آگاہ کرنا ہے۔ انہیں اپنے پیدا کرنے والے اور ربّ العالمین اور اِلٰهِ النَّاس خدا کے سامنے جھکنے کی طرف توجہ دلانی ہے۔ مذہب کے نام پر نفرتوں کی خودساختہ دیواریں گرا کر دنیا کے ہر انسان سے خالص ہمدردی کا جذبہ رکھتے ہوئے

اُسے محبت و پیار اور بھائی چارے کی قرآنی تعلیم کے اسلوب سکھانے ہیں۔ پس اس مقصد کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ نے کوشش کی جیسا کہ مَیں نے کہا یورپ اور امریکہ تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی آپ کا پیغام پہنچ گیا تھا۔ آپ کے صحابہ پہنچے۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے یہ کام بھی ان جاں نثاروں نے جو اس زمانے کے امام اور مسیح دوراں کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے اس قوت قدسی کی وجہ سے کیا جو آقا کی کامل غلامی اور عشق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس غلام صادق کو بھی عطا فرمائی تھی۔ اور پھر اس قوت قدسی کے چشمہ رواں نے اپنے صحابہ کو اس طرح فیضیاب اور سیراب کیا کہ وہ بھی اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ کا خطاب پا کر اوّلین سے مل گئے۔ عبودیت کے اعلیٰ ترین معیار قائم ہوتے چلے گئے۔ تقویٰ میں ترقی کی منازل طے ہوتی چلی گئیں۔ جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کیلئے بے چین رہنے لگے۔ انسانیت کی ہمدردی کے جذبے دل میں موجزن ہونے لگے۔ اپنے بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور صرف جذبات اور علم تک ہی یہ باتیں محدود نہیں رہیں بلکہ یہ لوگ پھر اس کی عملی تصویر بن گئے اور اس تقویٰ کی وجہ سے وہ مقام حاصل کیا کہ زمانے کے امام اور مسیح و مہدی دوران سے خوشنودی کی سند بھی حاصل کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’مَیں دیکھتا ہوں کہ صدہا لوگ ایسے بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں جن کے بدن پر مشکل سے لباس بھی ہوتا ہے۔ مشکل سے چادر یا پاجامہ بھی ان کو میسر آتا ہے۔ ان کی کوئی جائداد نہیں مگر ان کے لاانتہا اخلاص اور ارادت سے محبت اور وفا سے طبیعت میں ایک حیرانی اور تعجب پیدا ہوتا ہے جو ان سے وقتاً فوقتاً صادر ہوتی رہتی ہے یا جسکے آثار ان کے چہروں سے عیاں ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ایمان کے ایسے پکے اور یقین کے ایسے سچے اور صدق و ثبات کے ایسے مخلص اور باوفا ہوتے ہیں کہ اگر ان مال و دولت کے بندوں اور دنیاوی لذات کے دلدادوں کو اس لذّت کا علم ہو جائے تو اس کے بدلے میں یہ سب کچھ دینے کو تیار ہو جاویں۔‘‘ (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 584، مطبوعہ ربوہ)

پس یہ انقلاب تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں میں پیدا فرمایا کہ اخلاص و وفا میں ایسے بڑھے کہ کسی بات کی ہوش نہیں رہی۔ فکر تھی تو صرف یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے بنیں۔ فکر تھی تو صرف یہ کہ ہمارے تقویٰ کے معیار اونچے اور بلند ہوتے چلے جائیں اور جو پہلے ہی خدا والے تھے، جو پہلے ہی تقویٰ پر چلنے والے تھے، جن کا خدا سے ایک خاص تعلق تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رؤیا اور خوابوں میں دیکھ کر ملاقات کر کے روح کی تسکین کے سامان پیدا کرتے تھے ان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی نے کیا اثر ڈالا۔ وہ تو پہلے ہی بڑے نیکی کے معیار پر پہنچے ہوئے تھے، اس کا بھی قصہ سُن لیں۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاول سے پوچھا کہ آپ تو پہلے ہی خدا والے ہیں آپ کو مرزا صاحب کی بیعت میں آ کر کیا ملا؟ تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اسے جواب دیا کہ پہلے مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار سوتے کی حالت میں، خواب میں کیا کرتا تھا۔ مرزا صاحب کی بیعت میں آ کر یہ دیدار اب جاگتے میں بھی ہونے لگا ہے۔ یہ انقلاب ہے جو مرزا صاحب نے مجھ میں پیدا کیا۔ (حیات نور، باب چہارم، صفحہ 194، مطبوعہ ربوہ)

پس یہ قوت قدسی کا جاری فیض تھا جس سے اور بھی بہت سے فیضیاب ہوئے۔ یہ تقویٰ تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے ساتھ جڑنے سے اتباع رسول اور عشق رسول کے نئے سے نئے راستے متعین کر دیئے اور پھر اللہ تعالیٰ ان سے پہلے سے بڑھ کر محبت کرنے لگا اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ کا درجہ پا گئے۔ انہوں نے اس بات کا حقیقی فہم و ادراک حاصل کیا کہ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوۡنِ (آل عمران: 51) کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ پس یہ وہ راز تھا جو انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب تر کرتا چلا گیا کہ اصل تقویٰ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی کامل اطاعت ہے اور جو شخص خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق، اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اس کام کی تکمیل کیلئے آیا ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی پیغام ہے، جو آپؐ کا ہی کام ہے، اسکی کامل اطاعت تو وہ نظارے دکھاتی ہے جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جانے کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اس چھوٹی سے بستی میں رہنے والے ایک شخص نے جب خدا تعالیٰ کے حکم سے اپنے مسیح و مہدی ہونے کا اعلان کیا تو تمام تر مخالفتوں کے باوجود کوئی آپ کا بال بھی بیکا نہ کر سکا۔ مسلمان علماء سے لے کر غیر مسلم مخالفین حتیٰ کہ بعض سرکاری افسران اور بعض عدالتوں کے ججوں نے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگا لیا۔ لیکن اپنی تمام تر طاقتیں صرف کرنے کے باوجود یہ جتنے بڑے بڑے لوگ تھے آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ بلکہ نقصان کیا پہنچانا ہے جماعت احمدیہ کی ترقی کی رفتار میں ذرہ بھر بھی فرق نہ ڈال سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید کا وعدہ آپ کے ساتھ ہے۔ نہ یہ کہ تھا بلکہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جب تک احمدی تقویٰ پر قائم رہیں گے یہ وعدہ ہمیشہ ساتھ رہے گا۔ پھر یہی بستی تھی جس میں آپ کی وفات کے بعد تقویٰ پر چلتے ہوئے مومنین نے خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کا عہد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق جو اس نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا تھا جماعت کی وسعت کو اسی طرح جاری رکھا۔ جماعت کی مضبوطی اور استحکام کے نئے سے نئے باب کھلتے چلے گئے اور آج تک کھل رہے ہیں اور انشاء اللہ کھلتے چلے جائیں گے۔ لیکن شرط تقویٰ ہے اور اس مقصد کے حصول کیلئے اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کا عہد ہے اور اس پر عمل ہے۔ جب تک یہ قائم رہے گا، جب تک آپ کے دل اس عہد کو پورا کرنے کیلئے اپنی تمام تر استعدادوں کو بروئے کار لاتے رہیں گے، جب تک کامل اطاعت کے نظارے نظر آتے رہیں گے ان برکات سے فیض پاتے چلے جائیں گے جن کو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کیلئے مقدّر کر دیا ہے۔ پس اپنی حالتوں پر ہر وقت نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی کو ضرورت ہے کہ اپنی حالتوں پر نظر رکھے۔ آج دیکھیں جیسا کہ مَیں نے کہا اُس زمانے میں قادیان کی اس چھوٹی سی بستی میں بیٹھ کر جو جلسے ہوتے تھے، ان میں زمانے کے امام یہ منصوبہ بندی کر رہے تھے کہ یورپ اور امریکہ کی ہمدردی کیلئے کس طرح ہم بہترین لائحہ عمل تیار کر سکتے ہیں۔ اُس وقت دشمن ہنستا ہوگا کہ چند سو آدمیوں کا پنجاب کے ایک چھوٹے سے قصبے میں یہ باتیں کرنا ایک بَڑ مارنے کے سوا کچھ نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ فکر نہ کر، منصوبہ بندی کر۔ اب یہ کام تجھ سے اور تیرے پیاروں کی جماعت سے ہی سرانجام پانا ہے اور تسلی رکھ کہ اِنِّیۡ مَعَکَ حَیۡثُ مَا کُنۡتَ وَاِنِّیۡ نَاصِرُکَ۔ مَیں تیرے ساتھ ہوں جہاں بھی تو ہو گا اور میں تیری مدد کروں گا اور جب میری مدد آتی ہے اور جب میں کسی کا چارہ ساز اور سہارا بنتا ہوں اور قوی بازو بن جاتا ہوں تو دنیا کی روکیں اور دنیا کے ٹھٹھے اور ہنسی سب بے وقعت ہو جاتے ہیں۔ ان ہنسی ٹھٹھوں کی کوئی وقعت نہیں رہتی جو دشمن کر رہا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری طرف سے وہ خلاف توقع باتیں واقع ہو جاتی ہیں جن تک دنیا والوں کی سوچ پہنچ ہی نہیں سکتی۔

آج آپ دیکھیں اللہ تعالیٰ کس شان سے اِنِّیۡ مَعَکَ حَیۡثُ مَا کُنۡتَ پورا فرما رہا ہے۔ جب حالات کی وجہ سے خلیفۂ وقت کو اس بستی، مسیح موعود کی بستی قادیان سے ہجرت کرنی پڑی تو اللہ تعالیٰ نے خلافت کی حفاظت کے سامان پیدا فرمائے اور نہ صرف سامان پیدا فرمائے بلکہ ترقی کی رفتار میں بھی فرق نہ آیا بلکہ کئی گنا بڑھ گئی اور یہی نہیں بلکہ نامساعد حالات کے باوجود اس زمانے میں جب احمدیوں کو اس بستی کو چھوڑنا پڑا تو 313 درویشان قادیان میں رہے اور درویشان قادیان جو حفاظت کیلئے وہاں رہے تھے ان کی حفاظت بھی اللہ تعالیٰ نے فرمائی اور دارالمسیح اور شعائر اللہ کی حفاظت کے بھی سامان فرمائے۔ پھر پاکستان کے حالات کی وجہ سے خلافت کو وہاں سے ہجرت کر کے یہاں لندن آنا پڑا تو اللہ تعالیٰ کی معیت اور تائید اور نصرت کے نئے سے نئے باب کھلنے لگے۔ کہاں وہ وقت جب وسائل بھی پورے نہیں تھے تو اس بستی میں بیٹھ کر یورپ اور امریکہ کی ہمدردی کے منصوبے زیر غور تھے اور کہاں آج جب اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کو یورپ، امریکہ اور دنیا کے 195 ممالک میں بیٹھ کر ان کی ہمدردی کے منصوبے بنانے کی توفیق دے رہا ہے۔ یا تو وہ وقت تھا کہ دشمن دعووں کو ہنسی ٹھٹھے میں اڑاتا تھا اور آج پاکستان کے مُلّاں بھی شور مچا رہے ہیں کہ حکومت قادیانیوں کی کارروائیوں کو روکے کہ یہ پھیلتے چلے جا رہے ہیں۔ ہر جگہ دنیا میں پھیل رہے ہیں۔ ان دنوں میں (دو تین دن پہلے) ہندوستان میں بھی مولویوں نے جلوس نکالا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی کارروائیوں کو حکومت روکے اور ان کا قادیان میں جو جلسہ ہو رہا ہے اس کو بند کرے۔ حکومت ان مُلّاؤں کی حکومت نہیں جن کی عقل ماری گئی ہے جن کو سوائے دشمنی، بغض اور عناد اور کینہ کے کچھ پتہ ہی نہیں۔ آج ہر عقلمند حکومت کو پتہ ہے، ان کے علم میں ہے کہ اگر دنیا کے امن و سکون کو خطرہ ہے تو ان تقویٰ سے عاری نام نہاد مُلّاؤں سے خطرہ ہے جنہوں نے مختلف قسم کی تنظیمیں بنائی ہوئی ہیں اور آج اگر محبت اور امن کی ضمانت کہیں مل سکتی ہے تو واحد جماعت احمدیہ ہے جو ’’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ کا نعرہ لگاتی ہے۔ ہم تو ان مخالفین کیلئے بھی یہ جذبہ ہمدردی رکھتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے اور یہ اپنے بدانجام سے بچ جائیں۔

پھر اِنِّیۡ مَعَکَ کا خدائی وعدہ ایک اور رنگ میں کس طرح پورا ہو رہا ہے کہ آج یورپ میں بیٹھ کر خدا کے مسیح کی آواز کو آسمانی لہروں کے ذریعے قادیان میں بھیجا جا رہا ہے اور قادیان سے نعرۂ تکبیر اور اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کی آواز ان لہروں پر سوار امریکہ میں بھی گونج رہی ہے اور یورپ میں بھی گونج رہی ہے، ایشیا میں بھی گونج رہی ہے اور افریقہ میں بھی گونج رہی ہے، آسٹریلیا میں بھی گونج رہی ہے اور جزائر میں بھی گونج رہی ہے۔ دنیا کا وہ کونسا خطہ ہے جہاں سے مسیح پاک علیہ السلام کا یہ پیغام دنیا کی ہمدردی کے لئے دنیا کو نہیں پہنچ رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ پیغام دنیا کی ہمدردی کیلئے دنیا میں ہر جگہ پہنچ رہا ہے کہ ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 225)

پس یہ کوئی انسانی کام نہ تھا۔ یہ اس خدا کا کام ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ جس نے اپنے فرستادے سے وعدہ کیا کہ اِنِّیۡ بُدُّکَ اللَّازِمُ وَعَضُدُکَ الۡاَقۡوٰی کہ مَیں ہمیشہ کیلئے تیرا چارہ اور سہارا اور تیرا نہایت قوی بازو ہوں۔ اور آج تک اللہ تعالیٰ نہایت قوی سہارا بن کر اپنی قدرت کے نظارے ہمیں دکھاتا چلا جا رہا ہے۔ الٰہی جماعتوں پر آزمائشیں بھی آتی ہیں۔ ابتلا بھی آتے ہیں۔ نقصان بھی ہوتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ دشمن کو اس کے اس

مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دیتا کہ وہ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے نظام کو یا اس کے کام کو ختم کر سکے۔ پانی کے آگے روکیں بناتے رہو۔ جو پانی مسلسل جاری ہے وہ اپنے راستے بناتا چلا جاتا ہے۔ پتھر بھی اس کو روک نہیں سکتے پتھروں کو بھی کاٹتا چلا جاتا ہے۔ پہاڑوں کو بھی کاٹتا چلا جاتا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس کے مقصد کے حصول میں روک نہیں بن سکتی۔ دنیا کے بڑے سے بڑے ملک اپنی تمام تر طاقتوں اور وسائل کے باوجود بارشوں اور سیلابوں کے آگے بے بس نظر آتے ہیں۔

آج کل یہیں دیکھ لیں کہ اس ملک میں بھی اور بعض اور جگہ بھی بارشوں اور موسمی حالات نے کیا کیا تباہیاں پھیلائی ہوئی ہیں۔ تو اس پانی کو کس طرح روکا جا سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی خاص تائید لئے ہوئے ہے اور جب وہ اترتا ہے تو پھر سیراب کرتا چلا جاتا ہے اور بہتا چلا جاتا ہے۔ پس بے وقوف ہیں وہ جو سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی ترقی کو انسان کی کوئی کوشش روک سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس دنیا سے اپنے رخصت ہونے کی غمناک خبر جماعت کو سنائی تو ساتھ یہ بھی تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ نے جو میرے سے وعدہ کیا ہے یہ صرف میرے ساتھ نہیں۔ اگر تم مومن رہے، اگر تم میں تقویٰ قائم رہا، اگر میری بیعت کا حق ادا کرنے والے بنے رہے تو سن لو کہ خدا تعالیٰ تمہیں خوشخبری دیتا ہے کہ ''مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔'' (رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

آپ کے پیرو کون ہیں؟ وہ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کے جاری نظام خلافت کو پکڑ لیا۔ خلافت سے وفا اور اطاعت کا تعلق رکھا۔ یہ عہد کیا کہ مَیں نظام خلافت کے قائم رکھنے کیلئے ہر قربانی کے لئے تیار رہوں گا۔ اور جو یہ عہد کرنے والے ہیں انہوں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کہ '' وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔'' (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306) کو خدا تعالیٰ نے پورا فرمایا اور پورا فرماتا چلا جا رہا ہے اور جماعت کا بچہ بچہ اسکا گواہ ہے۔ بلکہ غیر بھی یہ بات کرنے پر مجبور ہیں کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ لگتی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا یہ فعل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک سینوں میں تقویٰ قائم رہے گا۔ اور کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ خلافت ہمیشہ قائم رہے گی۔ (ماخوذ از رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305) جو وعدے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے وہ پورے کر کے دکھلا رہا ہے اور دکھائے گا بھی انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس خلافت احمدیہ کا سلسلہ تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے جاری رہنا ہے۔ اگر کسی میں تقویٰ کی کمی ہوگی تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو محروم کر سکتا ہے۔ اللہ نہ کرے کہ کوئی احمدی اس سے محروم ہو۔ لیکن نظام خلافت انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو جاری رکھنے کیلئے ہمیشہ قائم رہے گا۔

پس ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ اپنے دلوں میں تقویٰ قائم کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی شدت سے اور درد سے اس طرف توجہ دلائی ہے۔ فرمایا: ''تقویٰ اختیار کرو تا بچ جاؤ۔ آج خدا سے ڈرو تا اس دن کے ڈر سے امن میں رہو۔''
(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 303)

یعنی آخرت کے دن کے ڈر سے ڈرو۔ خدا سے ڈرنے والے وہی ہیں جو اسکے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے۔ اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے''۔ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 307)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سے فیض پانے کیلئے، آپ کی جماعت کا حقیقی حصہ بننے کیلئے ضروری ہے کہ ہمارے دلوں میں تقویٰ قائم رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کی ایک جگہ یوں بھی وضاحت فرمائی ہے۔ فرمایا کہ ''متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلف حقوق، ریا، عجب، حقارت، بخل کے ترک کرنے میں پکا ہو تو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے مروت، خوش خلقی، ہمدردی سے پیش آوے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔'' (اعلیٰ سے اعلیٰ مقام تلاش کرے) ''ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 680 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس صرف برائیوں کو نہ کرنا ہی تقویٰ نہیں۔ بے شک برائیاں نہ کرنے والا نیک تو کہلا سکتا ہے۔ برائیوں سے بچنے والا تو کہلا سکتا ہے لیکن تقویٰ کے معیار حاصل کرنے والا وہ نہیں کہلائے گا جب تک کہ نیک اخلاق میں ترقی نہ کرے۔

پس فرمایا کہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش نہ آؤ تو تقویٰ نہیں ہے۔ اعلیٰ اخلاق اور انسانی ہمدردی ہی ہے جو مخلوق کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ جو دوسروں کے دل نرم کر کے دشمنوں کو بھی اپنے قریب لے آتی ہے۔ آج دنیا طرح طرح کے فسادوں میں مبتلا ہے۔ اگر ہر احمدی صرف نعرے کی حد تک ہی نہ کہتا پھرے کہ ''محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں'' بلکہ حقیقت میں ہمدردی مخلوق کا عملی اظہار کرے۔ اپنوں میں بھی اور غیروں میں بھی اپنی خوش اخلاقی اور ہمدردی کا اظہار کرے اور خدا تعالیٰ کی خاطر یہ کام کرے تو یہ تقویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بناتا ہے۔ اور اس بات کی آج دنیا کو ضرورت ہے جب کہ ہر جگہ نفسانفسی اور فساد پھیلا ہوا ہے۔ اس فساد میں محبتوں اور بھائی چارے اور ہمدردئ مخلوق کی فصلیں اگانا ہر احمدی کا کام ہے اور جلسوں کے انعقاد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بہت بڑا مقصد یہ بھی تھا۔ آپ جلسہ کا مدعا اور مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں ایک دوسرے کیلئے نمونہ بن جائیں۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 360 مطبوعہ ربوہ)

ہمدردی بھی ہو، بھائی چارہ بھی ہو اور پیار بھی ہو اور اس حد تک ہو کہ آپ لوگ نمونہ بن جائیں۔ دنیا دیکھے اور کہے کہ یہ لوگ ہیں جو دنیا میں حقیقی امن پیدا کرنے والے ہیں۔

پھر متقی کا یہ کام ہے کہ اس کا خدا تعالیٰ سے سچی وفا اور صدق کا تعلق ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی اور عبادت کے اعلیٰ معیار حاصل کئے گئے ہوں اور یہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا حقیقی خوف نہ ہو۔ دل خدا تعالیٰ کی خشیت سے پُر نہ ہو۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جسے دل میں لگانا ضروری ہے اور تقویٰ کی جڑیں جب دل میں مضبوطی سے جگہ پکڑ لیں تو حقوق اللہ کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ رہے گی اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ رہے گی۔ زہد اور خدا ترسی اور خدا خوفی کی طرف بھی قدم بڑھیں گے۔ نیکیوں کی تلقین اور برائیوں سے روکنے والے بھی بنیں گے۔ امانتوں کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ رہے گی۔ امانت ایک وسیع لفظ ہے اور اس کا مطلب ہے کہ اپنی تمام تر ذمہ داریوں کے امین بنیں اور امین بن کر ان کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ چاہے وہ جماعتی ذمہ داریاں ہیں، چاہے وہ ذاتی ذمہ داریاں ہیں یا دنیاوی ذمہ داریاں ہیں یا اپنے کاموں کی ذمہ داریاں ہیں ہر ایک امانت کا حق ادا کرنا ہے۔ تقویٰ کے درخت جو ہیں وہی ہیں جن پر عاجزی، انکساری، سچائی، درگزر، شکر اور صبر کے پھل لگتے ہیں۔ تقویٰ ہی ہے جو انصاف کے تقاضے پورے کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ دنیا آجکل کیوں انصاف سے عاری ہوئی ہوئی ہے۔ کیوں بڑی قومیں چھوٹی قوموں پر ظلم کر رہی ہیں۔ کیوں امیر غریب پر ظلم کر رہا ہے۔ اس لئے کہ دلوں میں تقویٰ نہیں۔ جو پالیسیاں بنتی ہیں وہ خدا تعالیٰ کے خوف سے عاری ہوتے ہوئے بنائی جاتی ہیں۔ پس آج اگر کسی سے انصاف کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں تو وہ ایک احمدی ہی ہے۔ اور وہ احمدی ہی ہے جو تقویٰ پر چلنے والا اور اس پر قدم مارنے والا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے والا ہے۔ قرآن کو اپنے اوپر لاگو کرنے والا ہے۔ عہدوں کو پورا کرنے اور نیکیوں میں بڑھنے کے معیار بھی تقویٰ سکھاتا ہے۔ پس اس کی ضرورت ہے اور یہ باتیں اگر ہم اپنے اندر پیدا کر لیں جو صرف اور صرف تقویٰ کا درخت ہمارے دلوں میں مضبوطی سے قائم کرنے سے ہی پیدا ہو سکتی ہیں تو ہم ان لوگوں میں شمار ہوں گے جن کو خدا تعالیٰ کی تائیدات حاصل ہوتی ہیں۔ ہم ان لوگوں میں شمار کئے جائیں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی پیروکار ہیں۔ ہم اس حقیقی اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔ پس آج ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹولتے ہوئے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ آج اگر ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے پورے ہونے کے نظارے اپنی زندگیوں میں دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے محاسبے بھی کرنے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہوئے ہمیشہ صراط مستقیم پر چلنے کی دعائیں اپنے لئے اور اپنی نسلوں کیلئے مانگنی ہوں گی۔ اپنی ان ذمہ داریوں کو سمجھنا ہوگا جو نئے آنے والوں کی تربیت کی صورت میں بھی ہم پر پڑنے والی ہیں اور پڑ رہی ہیں۔ ہمارے نیک نمونے اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار ہی نئے آنے والوں کو بھی نیکیوں اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار کی طرف توجہ دلانے والے ہوں گے۔ پس نئے آنے والے احمدیوں کی تربیت کیلئے بھی پرانے احمدیوں کو اپنے رویوں اور اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ صرف جماعت کی تعداد بڑھنے سے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد پورا نہیں ہو جاتا۔ مقصد تو تب پورا ہوگا جب حقیقی پیرؤوں کی تعداد بڑھے گی۔ تقویٰ پر قائم لوگوں کی تعداد بڑھے گی۔ پس اس جلسے سے اٹھنے سے پہلے یہ عہد کریں کہ ہم نے اس بستی کے فیض سے حقیقی رنگ میں فیضیاب ہونے کیلئے اس جلسے کی برکات سے برکتیں سمیٹنے کیلئے آج کے بعد بھی اپنے دلوں کو ٹٹولتے رہنا ہے۔ اپنے تقویٰ کے معیار بلند کرنے ہیں اور اس کیلئے کوشش کرتے چلے جانا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے دنیا کو لانے کیلئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے ہر کونے میں پہنچانا ہے۔

ارشادِ نبوی ﷺ

اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا (اربعین اطفال)

(سفارش کِیا کرو تُم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)

طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آج اس جلسے میں قادیان میں اٹھارہ انیس ہزار احمدی بیٹھے ہوئے ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے ہیں۔اگر آج ہر ایک یہاں سے اپنے دلوں میں پاک انقلاب پیدا کرنے کا عہد کرکے اٹھے تو مسیح الزمان کی ان دعاؤں کا یقینا وارث ہوگا جو آپ نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں۔لیکن باقی دنیا کے احمدی یہ نہ سمجھیں کہ ہم ان سے محروم ہیں۔ آج مسیح پاک کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے احمدیوں کو ایم.ٹی.اے کے ذریعے سے جوڑ کر ایک کر دیا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں اور گریہ و زاری ہی تھی جو آج سے ایک سو پندرہ بیس سال پہلے ہمدردی کے جذبے سے کی گئی منصوبہ بندی کے فیض سے ،حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام سے خلیفۂ وقت کی آواز میں دنیا کو فیضیاب کر رہی ہے۔پس جہاں جہاں بھی یہ آواز پہنچ رہی ہے اور جس احمدی کے کان میں بھی یہ الفاظ پڑ رہے ہیں وہ بھی اس پیغام کا اسی طرح مخاطب ہے جس طرح قادیان میں شامل ہونے والے اٹھارہ بیس ہزار احمدی۔اور پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا عہد کرکے اور آپ کے مشن کو آگے بڑھانے کے مصمم ارادے کی وجہ سے یقینا وہ سب جو ایم ٹی اے کے ذریعے سے سن رہے ہیں وہ بھی آپ کی دعاؤں کے وارث بن رہے ہوں گے۔ پس ایک جوش اپنے اندر پیدا کریں۔ایک تڑپ اپنے اندر پیدا کریں۔دعاؤں سے اپنی سجدہ گاہوں کو تر کر دیں اور خاص طور پر وہاں جو پاکستان کے احمدی شامل ہیں جو مسیح پاک کی بستی میں آئے ہوئے ہیں اپنی بقیہ راتوں کو جو بھی یہاں گزارنی ہیں اس طرح زندہ کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی قبولیت کے دھارے محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو آسمان سے اپنے اوپر اترتے ہوئے نظر آئیں۔ یہ یقینی بات ہے کہ آپ کی دعائیں ہی ہیں جنہوں نے پاکستان کی قسمت بھی بدلنی ہے اور دنیا کی قسمت بھی بدلنی ہے۔ پس نہ صرف جلسے پر آئے ہوئے پاکستانی احمدی بلکہ ہر پاکستانی احمدی اگر اپنے حالات میں تبدیلی چاہتا ہے، پاکستان میں تبدیلی چاہتا ہے تو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جائیں۔پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے کیا نظارے دکھاتا ہے۔یہی کام قادیان میں رہنے والے ہر احمدی کا ہے کہ اس بستی میں رہنے کا حق ادا کرے۔اس کے تقدس کو قائم کرے اور دنیاداری کی باتوں کو بھول جائے۔اگر شعائر اللہ اور مسیح موعود کی بستی کے گلی کوچے آپ میں انقلاب پیدا نہیں کر رہے، آپ کے تقویٰ کے معیار بلند نہیں ہو رہے تو فکر کریں کہ یہ باتیں شامت اعمال کا نتیجہ نہ ہوں۔قادیان میں رہنے والے کتنے خوش نصیب ہیں جو دیار مہدیؑ دوراں میں رہ رہے ہیں جس کیلئے ہماری آنکھیں ترستی ہیں۔ دل بے چین ہوتے ہیں۔

پس اے قادیان میں رہنے والو! اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا فضل حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دنیا کا ہر احمدی ڈرتے ڈرتے دن بسر کرنے والا ہو اور تقویٰ سے رات بسر کرنے والا ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں سے فیض پاتا چلا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مبارک ہیں وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جاتی ہے۔(ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 282 مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمارے لئے سیدھی راہیں کھلی رکھے اور ہم مبارک لوگوں میں شامل رہیں۔

دعا کے بعد یہ جلسہ اختتام کو پہنچے گا۔اللہ تعالیٰ تمام شاملین جلسہ کو باحفاظت اپنے اپنے گھروں میں پہنچائے۔ واپس جائیں تو وہاں بھی اپنی حفاظت میں رکھے۔ خاص طور پر پاکستان کے حالات بہت خطرناک ہیں۔ ہر پاکستانی احمدی کی، ہر پاکستانی کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ جلسے کے نیک اثرات کو ہمیشہ آپ کے دلوں میں قائم رکھے۔خدا تعالیٰ ہر آن آپ کے ساتھ ہو۔اجر عظیم بخشے۔ رحم کرے اور مشکلات اور اضطراب کی حالت آپ سب پر آسان کر دے۔ ہندوستان کے بعض علاقوں کے احمدی اور خاص طور پر پاکستان کے احمدی تو سالہاسال سے مشکلات میں گرفتار ہیں اور بعض علاقوں میں اور عمومی طور پر اب تو ہر ایک کیلئے پریشانیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔اللہ تعالیٰ سب کے ہمّ و غم دور کر دے۔ ہر تکلیف سے مخلصی عطا کرے۔آپ کی مرادات کی راہیں آپ پر کھولے۔ روز آخرت میں ان بندوں کے ساتھ اٹھائے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے۔اے خدا! اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک طاقت اور قوت تجھی کو ہے۔ آمین ثم آمین (ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 282 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بعض دعائیں مَیں نے شامل کی ہیں۔ بیچ میں سے بعض میں الفاظ میں تبدیلی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمارے حق میں یہ تمام دعائیں قبول فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

اب دعا کرلیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 13؍جنوری 2012)

GRIPHOME
PROPERTY MANAGEMENT

طالب دعا
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695

#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

بقیہ اداریہ : سپریم کورٹ کا فیصلہ از صفحہ نمبر 2 کالم 2

اب ہم بیٹیوں کے حصہ کے متعلق عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن کریم میں بیٹی کا حصہ ماں اور باپ دونوں کی جائداد میں معین و مقرر فرما چکا ہے۔اس سے قبل عرب میں عورت کا جائداد میں کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا نہ ماں کی حیثیت سے نہ بیٹی کی حیثیت سے نہ بیوی کی حیثیت سے نہ بہن کی حیثیت سے۔ان سب کا حصہ قرآن مجید نے مقرر فرمایا۔آنحضرت ﷺ کے ایک نہایت مخلص انصاری صحابی حضرت سعد بن ربیع جنگ اُحد میں شہید ہوگئے اور حضرت سعد کے تمام مال پر اُنکے بھائیوں نے قبضہ کرلیا۔حضرت سعد کی بیوی اپنی دو بیٹیوں کو لیکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ دونوں لڑکیاں سعد کی ہیں جو جنگ اُحد میں شہید ہوگئے۔انکے چچا نے انکا سارا مال لے لیا اور کچھ بھی ان کیلئے نہیں چھوڑا۔ یا رسول اللہ مال نہ ہونیکی صورت میں کوئی ان سے نکاح بھی نہیں کرتا۔ایسا ہی واقعہ شاعر رسول حضرت حسّان بن ثابت کے بھائی حضرت اوس بن ثابتؓ کے ساتھ بھی گزرا۔ یہ بھی جنگ اُحد میں شہید ہوگئے تھے۔حضرت اوسؓ کے کارپردازوں نے زمانہ جاہلیت کے رواج کے مطابق انکی کل جائداد انکے چچازاد بھائیوں کے حوالہ کردی۔حضرت اوسؓ کی اہلیہ نے بھی یہ دُکھ بھرا ماجرا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ انکو اور انکی بچیوں کو اوسؓ کی جائداد سے کچھ بھی نہیں ملا۔ آنحضرت ﷺ نے دونوں کو انتظار کرنے کیلئے کہا اور فرمایا اللہ تعالیٰ ضرور اس بارے میں کوئی حکم نازل فرمائیگا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب قرآن مجید میں احکامات نازل ہو رہے تھے۔ چنانچہ آیتِ میراث نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے بیٹوں، بیٹیوں، ماں، باپ، شوہر، بیوی، بھائیوں اور بہنوں کے حصوں کے متعلق تفصیلی تعلیم نازل فرمائی۔اس جگہ ہم صرف بیٹیوں کے حصوں کے بارے میں کچھ عرض کریں گے۔

قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق اگر صرف ایک بیٹی ہو اور بیٹا کوئی نہ ہو تو وہ اپنی ماں یا باپ کی جائداد میں سے نصف حصہ حاصل کریگی۔اگر دو یا دو سے زائد بیٹیاں ہوں اور بیٹا کوئی نہ ہو تو وہ اپنی ماں یا باپ کی کل جائداد کا دو تہائی حصہ حاصل کریں گی جو اُن میں برابر تقسیم ہوگا۔اگر بیٹا بھی موجود ہو تو بیٹے کو بیٹی کے حصے کا دوگنا ملے گا۔

☆ مثال کے طور پر ایک شخص عمر فوت ہوگیا اور اس کا ترکہ چھ لاکھ روپے ہے اور اس کے ورثاء اسکی والدہ اسکے والد اور ایک بیٹی ہیں تو تقسیم اس طرح ہوگی۔ بیٹی (1/2) یعنی نصف جائداد کی حقدار ہوگی اسکو تین لاکھ روپے ملیں گے۔ والدہ کو (1/6) حصہ ملے گا اور وہ ایک لاکھ روپے کی حقدار ہوگی۔اور والد کو (1/3) تیسرا حصہ ملے گا اور وہ دو لاکھ روپے کا حقدار ہوگا۔☆ اگر عمر کے ورثاء والد، والدہ اور دو بیٹیاں ہوں تو اس صورت میں دو بیٹیوں کا حصہ (2/3) ہوگا۔اور وہ چار لاکھ روپے کی حقدار ہونگی اور آپس میں برابر برابر تقسیم کریں گی۔ والد کا حصہ (1/6) ہوگا اور اسے ایک لاکھ روپے ملیں گے اور والدہ کا حصہ بھی اسی قدر ہوگا۔☆ اگر عمر کے ورثاء والد والدہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوں تو والد کا حصہ وہی (1/6) ہوگا اور والدہ کا حصہ بھی (1/6) ہوگا۔ باقی (2/3) ایک بیٹا اور ایک بیٹی میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بیٹے کو بیٹی کا دوگنا ملے گا۔اس لحاظ سے بیٹے کا حصہ (4/9) ہوگا اور بیٹی کا حصہ (2/9) ہوگا۔اگر عمر کی جائداد 9 لاکھ روپے ہو تو بیٹے کو چار لاکھ بیٹی کو دو لاکھ والدہ کو ڈیڑھ لاکھ اور والد کو بھی ڈیڑھ لاکھ روپے ملیں گے۔

اسلامی تعلیم کے مطابق بیٹے اور بیٹی کا حق جس طرح اپنے والد کی جائداد میں ہے اسی طرح اپنی والدہ کی جائداد میں بھی ہے۔ہمیں یہ پڑھ کر بہت تعجب ہوا کہ ’’والد کی جائداد پر تو اس کی اولاد کا برابر کا حق ہوگا لیکن کیا یہ اصول ماں کی جائداد پر بھی نافذ ہوگا؟‘‘ اسلام میں 6 وارث کبھی بھی اپنے مورث کی جائداد سے محروم نہیں ہوتے۔ ماں باپ اپنی اولاد کی جائداد سے، بیٹے اور بیٹیاں ماں باپ کی جائداد سے، شوہر اور بیوی ایک دوسرے کی جائداد سے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام نے بیٹی کا حصہ بیٹے کی نسبت نصف کیوں رکھا۔اسکا جواب ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔امام الزمان سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

(1) قرآن شریف نے مرد سے عورت کا حصہ نصف رکھا ہے اس میں بھید یہ ہے کہ نصف اس کو والدین کے ترکہ میں سے مل جاتا ہے اور باقی نصف وہ اپنے سسرال میں سے لیتی ہے۔اور پھر اس کے نان و نفقہ، لباس و پوشاک کا ذمہ دار بھی اس کا خاوند ہوتا ہے۔اس طرح پر ایک طرح سے عورت مرد سے بھی بڑھ جاتی ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 504 مطبوعہ قادیان 2003)

جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

(2) اسلام نے ماں پر خرچ کی کوئی ذمہ واری نہیں رکھی۔تمام اخراجات مرد پر رکھے ہیں۔اس وجہ سے مرد کی مالی ذمہ داری بہ نسبت عورت کے بہت زیادہ ہوتی ہے۔پس وہ زیادہ حصہ کا مستحق تھا۔بچوں کی پرورش، بیوی کی پرورش مرد کے ذمہ ہے۔عورت اگر نکاح کرے گی تو اس کا اور اس کی اولاد کا خرچ اس کے خاوند کے ذمہ ہوگا اگر نہ کریگی جسے اسلام پسند نہیں کرتا تو وہ اکیلی جان ہوگی۔مگر مرد اگر نکاح کرے گا اور اِسی کا اسلام اُسے حکم دیتا ہے تو اسے اپنے بیوی بچوں کا خرچ برداشت کرنا ہوگا۔ پس مرد کا عورت سے دُگنا حصہ مرد کی رعایت کے طور پر یا عورتوں کی ہتک کے طور پر نہیں ہے بلکہ واقعات کو مدنظر رکھ کر یہ حکم دیا گیا ہے۔اور عورتوں کو اس میں ہرگز نقصان نہیں بلکہ وہ شاید پھر بھی فائدہ میں رہتی ہیں۔‘‘ (احمدیت یعنی حقیقی اسلام، انوار العلوم، جلد 8، صفحہ 278)

باپ کی جائداد میں بیٹیوں کے حصے کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں کچھ مثالیں ہم نے اوپر پیش کی ہیں۔صرف یہ کہہ دینا کہ بیٹیاں بیٹوں کے برابر حقدار ہونگی تمام مسائل کا حل نہیں جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے خود بھی یہ سوال اُٹھایا ہے۔ اسلام وراثت کے تمام مسائل کا حل بہت ہی تفصیل سے بیان فرماتا ہے اور کسی بھی پہلو کو اس نے تشنہ نہیں چھوڑا۔ہم پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ جس تفصیل کے ساتھ اسلام نے اس بارے میں تعلیم دی ہے اس کا سوواں حصہ بھی کوئی اپنی مذہبی کتاب سے پیش نہیں کرسکتا۔ (منصور احمد مسرور)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 3 جولائی 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قریب پہنچ کر صحابہؓ کو کیا بات بتائی اور صحابہ نے کیا نمونہ دکھایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب رسول کریمؐ بدر کے قریب پہنچے تو آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ ہمارا مقابلہ قافلے سے نہیں بلکہ فوج کے ساتھ ہوگا۔ آپؐ نے ان سے مشورہ لیا کہ تمہاری کیا صلاح ہے؟ صحابہؓ نے باری باری اٹھ اٹھ کر نہایت جاں نثارانہ تقریریں کیں اور عرض کیا ہم ہر خدمت کے لیے حاضر ہیں۔ اگر ہمارا خدا ہمیں حکم دیتا ہے تو ہم ضرور لڑیں گے۔

سوال آنحضرتؐ کے بار بار مشورہ طلب کرنے پر حضرت سعد بن معاذؓ نے کھڑے ہوکر کس جوش ایمان کا مظاہرہ کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ ہر صحابی کی بات سن کر یہی کہتے کہ مجھے مشورہ دو۔ تو سعد بن مُعاذؓ نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ انصار کی رائے پوچھنا چاہتے ہیں۔ آپ جہاں چاہیں چلیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں اور خدا کی قسم! اگر آپؐ ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم دیں تو ہم کود جائیں گے اور ہم میں سے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ یا رسول اللہؐ! ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔

سوال حضرت سعد بن معاذؓ کے اس قول کے متعلق ایک صحابی نے کس خواہش کا اظہار کیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کی معیت میں تیرہ جنگوں میں شریک ہوا ہوں مگر میرے دل میں بارہا یہ خواہش پیدا ہوئی ہے کہ میں بجائے ان لڑائیوں میں حصہ لینے کے اس فقرہ کا کہنے والا ہوتا جو سعد بن مُعاذؓ کے منہ سے نکلا تھا۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے آنحضرتؐ کی خدائی حفاظت کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: مکہ معظّمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حفاظت فرشتے ہی کرتے تھے ورنہ اس قدر دشمنوں میں گھرے ہوئے رہ کر آپؐ کی جان کس طرح محفوظ رہ سکتی تھی۔ مدینہ تشریف لانے پر دونوں قسم کی حفاظت آپؐ کو حاصل ہوئی۔ آسمانی فرشتوں کی بھی اور زمینی فرشتوں یعنی صحابہؓ کی بھی۔

سوال حضرت حُباب بن منذرؓ نے جنگ بدر کے موقع پر اسلامی لشکر کے پڑاؤ کے متعلق آنحضرتؐ کو کیا مشورہ دیا؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ جس جگہ اسلامی لشکر نے ڈیرہ ڈالا تھا وہ اچھی جگہ نہ تھی۔ اس پر حُباب بن مُنذِرؓ نے آپؐ سے عرض کیا کہ آیا خدائی الہام کے ماتحت آپؐ نے یہ جگہ پسند کی ہے یا محض فوجی تدبیر کے طور پر اسے اختیار کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی خدائی حکم نہیں ہے۔ تم مشورہ دے سکتے ہو۔ حُباب نے عرض کیا تو پھر میرے خیال میں یہ جگہ اچھی نہیں ہے۔ بہتر ہوگا کہ آگے بڑھ کر قریش سے قریب ترین چشمہ پر قبضہ کر لیا جاوے۔ اس کا پانی اچھا ہے اور عموماً ہوتا بھی کافی ہے۔ آنحضرتؐ نے اس تجویز کو پسند فرمایا۔ یہ چشمہ خالی تھا مسلمان آگے بڑھ کر اس چشمہ پر قابض ہو گئے۔

سوال اسلامی لشکر کے پڑاؤ ڈالنے کے بعد حضرت سعد بن معاذؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں کیا عرض کیا؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں سعد بن مُعاذؓ رئیس اوس نے آنحضرتؐ کے سائبان کے پاس ایک سواری باندھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپ تشریف رکھیں اور ہم اللہ کا نام لے کر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اگر خدا نے ہمیں فتح دی تو الحمد للہ۔ لیکن اگر معاملہ دگرگوں ہوا تو آپؐ اپنی سواری پر سوار ہوکر جس طرح بھی ہو مدینہ پہنچ جائیں۔ وہاں ہمارے ایسے بھائی بند موجود ہیں جو آپؐ کی حفاظت میں جان تک لڑا دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔

سوال حضرت سعدؓ کے اس جوشِ اخلاص کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے کیا فرمایا؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ یہ سعدؓ کا جوشِ اخلاص تھا جو ہر حالت میں قابلِ تعریف ہے ورنہ بھلا خدا کا رسول اور میدان سے بھاگے! چنانچہ حنین کے میدان میں بارہ ہزار فوج نے پیٹھ دکھائی مگر یہ مرکز توحید اپنی جگہ سے متزلزل نہیں ہوا۔

سوال غزوہ احد کے موقع پر آنحضرتؐ کے دروازے پر کن صحابہ کو پہرہ دینے کی سعادت نصیب ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غزوۂ احد کے موقع پر جمعے کی شب حضرت سعد بن مُعاذؓ، حضرت اُسید بن حُضیرؓ اور حضرت سعد بن عُبادہؓ مسجد نبوی میں ہتھیار پہنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پہرہ دیتے رہے۔

سوال حضور انور نے حضرت سعد بن معاذؓ کی والدہ کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: احد سے واپسی پر رسول کریمؐ کی سواری کی باگ حضرت سعدؓ پکڑے ہوئے فخر سے چل رہے تھے۔ جنگ میں آپؓ کا بھائی بھی مارا گیا تھا۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر حضرت سعدؓ نے اپنی ماں کو آتے ہوئے دیکھا تو کہا یا رسول اللہؐ! میری ماں آرہی ہے۔ رسول کریمؐ قریب پہنچے تو آپؐ نے فرمایا میری سواری کو ٹھہرالو۔ جب آپؐ اس بوڑھی عورت کے قریب آئے تو اس نے پوچھا کہ رسول کریمؐ کہاں ہیں؟ حضرت سعدؓ نے کہا آپ کے سامنے ہیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا بی بی مجھے افسوس ہے تمہارا جوان بیٹا شہید ہوگیا ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ۔ جب میں نے آپ کو سلامت دیکھ لیا تو سمجھو کہ میں نے مصیبت کو بھون کر کھالیا۔

سوال حضور انور نے کعب بن اشرف کے قتل کی کیا وجہ بیان فرمائی؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں: جنگ بدر کے بعد اس نے ایسا رویہ اختیار کیا جو سخت مفسدانہ اور فتنہ انگیز تھا۔ اس نے فوراً سفر کی تیاری کر کے مکہ کی راہ لی۔ وہاں جا کر اپنی چرب زبانی اور شعر گوئی کے زور سے قریش کے دلوں کی سلگتی ہوئی آگ کو شعلہ بار کر دیا۔ پھر اس نے دوسرے قبائلِ عرب کا رخ کیا اور پھر قوم بقوم ہر قبیلے میں پھر پھر کر مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا۔ جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی اور کعب کے خلاف بغاوت، تحریک جنگ، فتنہ پردازی، فحش گوئی اور سازش قتل کے الزامات پایہ ثبوت کو پہنچ گئے تو آنحضرتؐ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ کعب بن اشرف اپنی کارروائیوں کی وجہ سے واجب القتل ہے۔

سوال یہودی قبیلہ بنونضیر نے جب آپؐ کے قتل کا منصوبہ بنایا تو آپؐ نے ان کے خلاف کیا اقدام کیے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہودی قبیلہ بنونضیر نے آنحضرتؐ کو ایک پتھر گرا کر ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آنحضرتؐ کو اس کی خبر دی۔ آنحضرتؐ صحابہ کے ہمراہ اس قبیلہ کی طرف گئے ہوئے تھے آپؐ فوراً واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ بعد میں آنحضرتؐ نے اس قبیلے کے محاصرے کا حکم دیا۔ ربیع الاول چار ہجری میں آنحضرتؐ کو خود حفاظتی کے خیال سے مجبور ہو کر بنونضیر کے خلاف فوج کشی کرنی پڑی جس کے نتیجہ میں بالآخر یہ قبیلہ مدینہ سے جلاوطن ہوگیا۔

سوال واقعہ افک کے موقع پر حضرت سعد بن معاذؓ نے کس فدائیت کا مظاہرہ کیا؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: جب افک کا واقعہ ہوا اور حضرت عائشہؓ پر الزام لگایا گیا اور آنحضرتؐ اور حضرت عائشہؓ اور آپ کے خاندان کو بڑی تکلیف سے گزرنا پڑا اور اسی دوران میں کچھ عرصہ کے بعد آنحضرتؐ نے صحابہ کے سامنے منافقین کے اس غلط رویے کا ذکر کیا تو اس وقت بھی حضرت سعد بن مُعاذؓ نے بے لوث فدائیت کا اظہار فرمایا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کوئی ہے جو مجھے اس شخص سے بچائے جس نے مجھے دکھ دیا ہے۔ حضرت سعد بن مُعاذؓ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ! اگر وہ شخص ہم میں سے ہے تو ہم اس کو مارنے کیلئے تیار ہیں اور اگر وہ خزرج میں سے ہے تب بھی اس کو مارنے کیلئے تیار ہیں۔

سوال بنوقریظہ کی خطرناک غداری کے موقع پر آپؐ نے کن صحابہ کو بنوقریظہ کی طرف ایک وفد کی صورت میں بھیجا؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں: آنحضرتؐ نے پہلے تو زبیر بن العوام کو دریافت حالات کیلئے بھیجا اور پھر باضابطہ طور پر قبیلہ اوس وخزرج کے رئیس سعد بن مُعاذؓ اور سعد بن عُبادہؓ اور بعض دوسرے بااثر صحابہ کو ایک وفد کے طور پر بنوقریظہ کی طرف روانہ فرمایا اور ان کو یہ تاکید فرمائی کہ اگر کوئی تشویشناک خبر ہو تو واپس آکر اس کا برملا اظہار نہ کریں بلکہ اشارہ کنایہ سے کام لیں تاکہ لوگوں میں تشویش نہ پیدا ہو۔

سوال بنوقریظہ نے ان اصحاب کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں: یہ لوگ بنوقریظہ کے رئیس کعب بن اسد کے پاس گئے تو وہ بدبخت ان کو نہایت مغرورانہ انداز سے ملا اور کہا کہ جاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ہمارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ یہ الفاظ سن کر صحابہ کا یہ وفد وہاں سے اٹھ کر چلا آیا اور آنحضرتؐ کو حالات سے اطلاع دی۔ ☆☆

اللہ تعالیٰ کی صفت السمیع کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 13 / جون 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں کون سی آیت تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے سورۃ البقرہ کی آیت فَاِنۡ اٰمَنُوۡا بِمِثۡلِ مَاۤ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ فَقَدِ اهۡتَدَوۡا ۚ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا هُمۡ فِىۡ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ (138) تلاوت فرمائی۔

سوال حضور انور نے اس آیت کریمہ کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: پس اگر وہ اسی طرح ایمان لے آئیں جیسے تم اس پر ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ بھی ہدایت پا گئے اور اگر وہ (اس سے) منہ پھیر لیں تو وہ (عادتاً) ہمیشہ اختلاف ہی میں رہتے ہیں۔ پس اللہ تجھے اُن سے (نمٹنے کیلئے) کافی ہوگا۔ اور وہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے اس آیت کریمہ کی کیا تفسیر بیان فرمائی؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: اگر وہ پھر جائیں تو تم گھبراؤ نہیں۔ اُن کے اس اِعراض کی سوائے اس کے اَور کوئی وجہ نہیں کہ وہ اختلاف کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ یہ تو تم سے پہلے ہی دُور ہیں اور اُن باتوں کی طرف آنے کو تیار نہیں جو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والی ہیں۔ اور جب اُن کے دلوں میں اتنا بُغض ہے اور وہ پہلے ہی تم سے جُدا ہیں تو پھر اتحاد کیسے ہوسکتا ہے۔ اس بات سے مت ڈرو کہ علیحدگی کی صورت میں ہمیں اُن سے تکلیف پہنچے گی۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے ایک حقیقی مومن کی کیا نشانی بیان فرمائی؟

جواب حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ اللّٰهُ۔ اُن کے مقابلے میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ وہ اُن کے حملوں سے تمہیں خود بچائے گا اور تمہاری آپ حفاظت فرمائے گا۔ جب تک انسان کو یہ مقام حاصل نہ ہو، وہ حقیقی مومن نہیں کہلا سکتا۔ ایمان کا مقام وہی ہے جو فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ اللّٰهُ کے ماتحت ہو۔ یعنی وہ اس مقام پر کھڑا ہو کہ دشمن اُسے نقصان پہنچانے کے لئے خواہ کس قدر کوشش کرے، وہ سمجھے کہ میرا خدا میرے ساتھ ہے، وہ دشمن کو مجھ پر غالب نہیں آنے دے گا۔

سوال حضور انور نے ہر احمدی کے لیے کیا بات فرض قرار دی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ ضروری نہیں کہ ہم پر کوئی مشکل یا مصیبت آئے تو ہی ہم نے دعائیں مانگنی ہیں۔ ان مشکلات سے بچنے کیلئے بھی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے اور ہم سب پر یہ فرض بنتا ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دیں اور مستقلاً اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کریں۔

سوال حضور انور نے حالات کے پیش نظر احمدیوں کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آج کل کے حالات میں کسی بھی احمدی کو مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ آج کل پاکستان میں پھر کافی شور ہوا ہوا ہے۔ اور اس (اللہ تعالیٰ) کو علم ہے کہ یہ لوگ احمدیوں کے ساتھ ظلم روا رکھ رہے ہیں اور ایسے لوگوں

کی خدا تعالیٰ نے پکڑ کرنی ہے۔ انشاء اللہ۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے دل مایوس ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر یہ ذمہ داری ڈال رہا ہے کہ پہلے سے بڑھ کر میری طرف رجوع کرو اور میرے سے مانگو۔ پس ان دنوں میں بہت زیادہ دعاؤں کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے آیت کریمہ فَمَنۡ بَدَّلَہٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَہٗ فَاِنَّمَاۤ اِثۡمُہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ یُبَدِّلُوۡنَہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ کی کیا تفسیر بیان فرمائی؟

جواب حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فَمَنۡ بَدَّلَہٗ: اب سن لو کہ کیا کچھ تبدیل کیا گیا ہے۔ سب سے اوّل تو یہ کہ لڑکیوں کو ورثہ نہیں دیا جاتا۔ خدا تعالیٰ نے عورت کو بھی حرث فرمایا ہے اور زمین کو بھی۔ ایسا ہی زمین کو بھی ارض فرماتا ہے اور عورتوں کو بھی۔ فَاِنَّمَاۤ اِثۡمُہٗ: چنانچہ اس کا نتیجہ دیکھ لو کہ جب سے ان لوگوں نے لڑکیوں کا ورثہ دینا چھوڑا ہے، ان کی زمینیں ہندوؤں کی ہوگئی ہیں۔ ولہ عذابٌ مھینٌ اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہوگی۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے عورتوں پر ظلم نہ کرنے کے متعلق قرآن مجید کی کن آیات کا ذکر کیا؟

جواب حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورتوں پر جو ظلم ہو رہا ہے، وہ بہت بڑھ گیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تُمۡسِکُوۡھُنَّ ضِرَارًا (البقرۃ:232) دوسرا وَعَاشِرُوۡھُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ (النساء:20) تیسرا وَلَا تُضَآرُّوۡھُنَّ (الطلاق:7) چوتھا فَاِنۡ کَرِھۡتُمُوۡھُنَّ (النساء:20) پنجم وَلَھُنَّ مِثۡلُ الَّذِیۡ عَلَیۡھِنَّ (البقرۃ:229) باوجود اسکے وراثت (یعنی ورثہ نہ دینے کا) کا ظلم بہت بڑھ رہا ہے۔ بعض ظالم، عورت کو نہ رکھتے ہیں نہ طلاق دیتے ہیں۔

سوال حضور انور نے وصیت کے متعلق خواتین کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض عورتیں جب وصیت کرتی ہیں تو لکھ دیتی ہیں مجھے وراثت میں اتنی جائداد تو ملی تھی لیکن مَیں نے اپنے بھائی کو یا بھائیوں کو دے دی اور اِس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ جب جائزہ لیا گیا تو پتہ یہی لگتا ہے کہ بھائیوں نے حصہ دیا ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے جو بھی حقیقت ہے وہ واضح کرنی چاہئے تا کہ جس کا حق مارا گیا ہے ان کو حق دلوایا جائے۔ دوسرے یہ کہ وصیت کے نظام میں شامل ہو کے جو خدا تعالیٰ کے لئے دینا چاہئے، اسے بھی غلط بیانی سے کام لے کے صحیح طرح ادائیگی نہیں کر رہیں۔ تو اس لئے وصیت کرتے وقت سوچ سمجھ کر یہ ساری باتیں واضح طور پر لکھ کے دینی چاہئیں۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش برسنے اور روکنے کے لیے کیا دعا کی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک مرتبہ جب ایک شخص نے آپؐ سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ گرمی کی شدت سے جانور مر رہے ہیں آپؐ ہمارے لیے دعا کریں کہ اللہ ہم پر پانی برسائے۔ آپ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ ’’اَللّٰھُمَّ اسۡقِنَا‘‘ اے اللہ! ہم پر بارش کا پانی نازل کر۔ راوی کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر میں ایک بدلی نمودار ہوئی اور بارش برسنے لگی۔ لگاتار چھ دن تک بارش برستی رہی۔ پھر ایک شخص نے آپؐ سے گزارش کی کہ یا رسول اللہ اموال تباہ ہو رہے ہیں راستے منقطع ہو گئے ہیں آپؐ دعا کریں کہ اللہ بارش کو روک دے۔ اس پر آپؐ نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور کہا: ’’اَللّٰھُمَّ حَوَالَیۡنَا وَلَا عَلَیۡنَا‘‘ اے اللہ! ہمارے اردگرد تو بارش ہو مگر ہمارے اوپر بارش نہ ہو۔ آپؐ کا دعا کرنا تھا کہ بارش ختم ہوگئی اور دھوپ نکل آئی۔

سوال جنگ بدر کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور آنحضورؐ کی گریہ وزاری کا کیا عالم تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح آپ کو تسلی دی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں آنحضرتؐ ایک خیمہ میں قیام پذیر تھے اور بار بار یہ دعا کرتے تھے کہ اے میرے اللہ! مَیں تجھے تیرے عہد کا واسطہ دیتا ہوں، تجھے تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں۔ میرے اللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے تو بے شک ہماری مدد نہ کر۔ حضورؐ اتنی عاجزی اور زاری کے ساتھ بار بار دعا کر رہے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ سے رہا نہ گیا اور گھبرا کر آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے اللہ کے رسول! اتنی آہ وزاری کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کی دعا ضرور قبول کرے گا۔ اسکے بعد حضورؐ خیمہ سے باہر آئے اور مسلمانوں کو خوشخبری دی کہ دشمن کی جمعیت شکست کھا جائے گی۔ ان کے منہ موڑ دیئے جائیں گے بلکہ یہ گھڑی ان کے لئے بڑی دہشتناک، ہلاکت خیز اور تلخ ہوگی۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ کے لیے کیا دعا کی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ مشرکہ تھیں۔ انہوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ حضورؐ میری والدہ کے لیے دعا کریں کہ اللہ ان کو ہدایت دے۔ آپؐ نے دعا کی: ’’اَللّٰھُمَّ اھۡدِ أُمَّ أَبِي ھُرَیۡرَۃَ‘‘ کہ اے اللہ تو ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت دیدے۔ اس دعا کے کچھ دیر بعد ہی وہ مسلمان ہوگئیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی درخواست پر آپؐ نے یہ دعا بھی کی کہ اے اللہ! تُو اپنے اس بندہ ابو ہریرہ اور اس کی ماں کو مومنوں کا اور مؤمنین کو ان کا محبوب بنادے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت میر محمد اسحق صاحبؓ کی صحت یابی کے متعلق کیا الہام ہوا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک دفعہ وہ سخت بیمار ہوگئے اور حالت تشویشناک ہوگئی اور ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان کے متعلق دعا کی تو آپ کو الہام ہوا کہ سَلٰمٌ ۟ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ یعنی خدائے رحیم وکریم اس بچے کے متعلق تجھے سلامتی کی بشارت دیتا ہے۔

سوال نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی مشکلات کے دور ہونے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیا الہام ہوا تھا؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ مع اپنے بھائیوں کے سخت مشکلات میں پھنس گئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے دعا کی درخواست ہی نہ کی بلکہ یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ تین ہزار نقد روپیہ بعد کامیابی کے بلاتوقف لنگر خانہ کیلئے ادا کریں گے۔ چنانچہ بہت سی دعاؤں کے بعد مجھے یہ الہام ہوا کہ ’’اے سیف اپنا رخ اس طرف پھیر لے‘‘ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور صاحب بہادر وائسرائے کی عدالت سے ان کی مراد کے موافق حکم نافذ ہوگیا۔ تب انہوں نے بلاتوقف تین ہزار روپیہ کے نوٹ مجھے دے دیئے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی تاثیر کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور علیہ السلام نے فرمایا: مَیں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبیعہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے۔

☆......☆......☆

اُذۡکُرُوۡا مَوۡتَاکُمۡ بِالۡخَیۡرِ

مکرم محمد طاہر احمد صاحب مرحوم واقف زندگی کا ذکر خیر

(محمد انور احمد، واقف زندگی، انسپکٹر وصایا قادیان)

میرے بڑے بھائی مکرم محمد طاہر احمد صاحب واقفِ زندگی، نائب ناظر بیت المال آمد قادیان ولد مکرم محمد منصور احمد صاحب 1962 میں حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ ہمارے خاندان میں احمدیت ہمارے نانا مکرم سید حسین ذوقی صاحب مرحوم اور دادا مکرم بندہ علی صاحب مرحوم آف جڑ چرلہ کے ذریعہ آئی۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دور میں بیعت کر کے احمدیت قبول کی تھی۔ مرحوم محمد طاہر احمد صاحب نے دسویں کا امتحان جڑ چرلہ ضلع محبوب نگر سے پاس کیا اور زندگی وقف کر کے 1982 میں قادیان آگئے۔ 1989 میں جامعہ احمدیہ سے فراغت کے بعد بیت المال آمد میں بطور انسپکٹر متعین ہوئے۔ آپ نے ہندوستان کی جماعتوں کے دورے کیے اور بہت سے افراد کو چندوں کے نظام میں شامل کیا۔

اس کے بعد آپ جامعۃ المبشرین قادیان میں سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔ طلبا کے ساتھ آپ کے بہت محبت بھرے تعلقات تھے جس کو ابھی بھی اس دور کے طلبا یاد کرتے ہیں۔ پھر انسپکٹر وقف جدید کے طور پر 9 سال خدمت کی توفیق ملی۔ بعدازاں نائب ناظم مال وقف جدید اور ناظم مال وقف جدید کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران سیکرٹری خدمت خلق صدر انجمن احمدیہ قادیان کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ بعدہ نائب ناظر بیت المال آمد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔

انتہائی محنت کش انسان تھے۔ رات اور دن سلسلے کے کاموں میں لگے رہتے۔ دورہ کے دوران جب جماعتوں میں قیام کرتے تو رات کو حساب کرتے اور دن میں احباب جماعت سے ملاقاتیں کرتے۔ مکرم ٹی امیر الدین صاحب انسپکٹر وقف جدید کیرالہ آپ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

’’مکرم مولانا محمد طاہر احمد صاحب بہت محنتی، سلسلہ کا درد رکھنے والے اور شفیق انسان تھے۔ ان کے ساتھ لمبا عرصہ کام کرنے کی توفیق ملی۔ ہر احمدی سے ان کا تعارف تھا اور صرف تعارف ہی نہیں بلکہ ہر امیر غریب کے حالات سے آگاہی رکھنا ان کی ایک خاص عادت تھی۔ خاص کر غربا کے حالات کا ان کو بخوبی علم رہتا تھا۔ کمال کی یادداشت تھی۔ ایک بار ملتے تو ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔ احباب جماعت سے بہت پیار سے بات کرتے تھے اور بہت خوش مزاج انسان تھے۔‘‘

مکرم سید آفتاب احمد نیّر صاحب انچارج نور الدین لائبریری قادیان تحریر کرتے ہیں: ’’خاکسار نے مرحوم کی خدمت سلسلہ کا دور بطور انسپکٹر تا ناظم مال بہت قریب سے دیکھا ہے۔ آپ وقف کی روح کے ساتھ انتہائی اخلاص سے خدمت سلسلہ کرتے رہے۔ خاکسار کو اس پر ہمیشہ رَشک رہا۔ ہندوستان کی چھوٹی جماعت ہو یا بڑی، دیہی ہو یا شہری ہر فرد سے اس کے گھر جا کر ملنا خواہ اس نے قبل از وقت چندہ ادا کر بھی دیا ہو۔ خاکسار جب ان سے کہتا کہ جن لوگوں نے چندہ دے دیا ہے ان کے گھروں میں کیوں جاتے ہیں تو آپ کہتے کہ ہمارا کام صرف چندہ لینا نہیں ہے بلکہ ہر فرد سے ملاقات کرنا بھی ہے جس سے افراد جماعت کی حوصلہ افزائی اور تربیت کے ساتھ ساتھ ان کے گھریلو حالات کا بھی کچھ اندازہ ہوجاتا ہے۔

جب آپ ناظم مال وقف جدید بنے تو اس وقت خاکسار کا تقرر کلکتہ میں تھا۔ چند ماہ کے بعد کلکتہ اور صوبہ بنگال کے دورے پر آئے۔ صوبہ بنگال کی اُن دیہی جماعتوں کا دورہ بھی کیا جن میں کئی جماعتیں نومبائعین کی تھیں اور مخدوش علاقے تھے جن میں رات کے وقت انسپکٹران کا قیام کرنا بھی ممکن نہیں ہوتا تھا مگر مرحوم ان جماعتوں میں رات کے وقت قیام کرتے تھے۔ خاکسار نے ان سے کہا کہ آپ ناظم مال ہیں اور آپ کو بعض امراض بھی لاحق ہیں، دیہی جماعتوں اور مخدوش علاقوں میں نہ جائیں بلکہ بڑی اور شہری جماعتوں کا دورہ کر لیا کریں، باقی جماعتوں کیلئے انسپکٹران کافی ہیں۔ ہنس کر کہنے لگے کہ نہیں بھائی میں تو خلیفہ وقت اور جماعت کی نظر میں ناظم مال ہوں لیکن اپنی نظر میں انسپکٹر ہی ہوں۔‘‘

مکرم حافظ سید رسول نیاز صاحب واقف زندگی لکھتے ہیں کہ: ’’1985-8-29 کی بات ہے کہ مرحوم انتہائی نامساعد حالات میں ہمارے گاؤں نانچاری مڈور ضلع ورنگل سے ہم چار طلبا کو تعلیم کے سلسلہ میں قادیان لے کر آئے۔ ان کی حوصلہ افزائی سے کئی مبلغین اور معلمین آج سلسلہ کی خدمت بجالا رہے ہیں۔‘‘

مرحوم انتہائی مخلص اور باوفا خادم سلسلہ تھے۔ خلیفہ وقت کی ہدایات کو ہمیشہ مقدم رکھنے والے اور ان کی تعمیل کرنے والے تھے۔ اپنی تمام زندگی آخری دم تک سلسلہ کی خدمت میں گزاری۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر کے منع کرنے پر بھی جب طبیعت ذرا سنبھل جاتی تو دفتر میں حاضر ہوجاتے تھے۔ ایک سال کی مختصر علالت کے بعد مورخہ 2020-5-28 کو 58 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

والد صاحب کو جب بڑے بھائی کی وفات کی خبر ملی تو بہت ہی صبر اور حوصلہ کا مظاہرہ کیا۔ آپ کی نماز جنازہ مورخہ 30/مئی 2020ء کو مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ قادیان میں پڑھائی۔ بعدہ بہشتی مقبرہ قادیان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ بزرگ والدین، بہن بھائی اور دو بیٹے ہیں۔ مرحوم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر قضا بورڈ قادیان کے بڑے داماد تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور والدین اور اہل وعیال کو صبر جمیل عطا کرے آمین۔

......☆......☆......☆......

شادی بیاہ کے موقعہ پر دین کو ترجیح دینے کی تعلیم

’’حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہوسکتی ہیں یا تو اس کے مال کی وجہ سے یا اس کے خاندان کی وجہ سے یا اس کے حسن و جمال کی وجہ سے یا اس کی دینداری کی وجہ سے، لیکن تو دیندار عورت کو ترجیح دے اللہ تیرا بھلا کرے۔‘‘

(بخاری، کتاب النکاح)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ’’شادی بیاہ کی رسم جو ہے یہ بھی ایک دین ہی ہے جبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم شادی کرنے کی سوچو تو ہر چیز پر فوقیت اس لڑکی کو دو، اس رشتے کو دو، جس میں دین زیادہ ہو اس لئے یہ کہنا کہ شادی بیاہ صرف خوشی کا اظہار ہے خوشی ہے اور اپنا ذاتی ہمارا فعل ہے۔ یہ غلط ہے۔ یہ ٹھیک ہے جیسا کہ پہلے بھی میں کہہ آیا ہوں اسلام نے یہ نہیں کہا کہ تارک الدنیا ہوجاؤ اور بالکل ایک طرف لگ جاؤ۔ لیکن اسلام یہ بھی نہیں کہتا کہ دنیا میں اتنے کھوئے جاؤ کہ دین کا ہوش ہی نہ رہے۔ اگر شادی بیاہ صرف شور وغل اور رونق اور گانا بجانا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ شروع ہوکر اور پھر تقویٰ اختیار کرنے کی طرف اتنی توجہ دلائی ہے کہ توجہ نہ دلاتے بلکہ شادی کی ہر نصیحت اور ہر ہدایت کی بنیاد ہی تقویٰ پر ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 25/نومبر 2005)

(نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ادارہ شعبہ تزئین میں خدمت کے خواہشمند احباب متوجہ ہوں!

شعبہ تزئین قادیان میں نئی منظور شدہ امریکن بیسڈ گراس کٹر مشین کیلئے ڈرائیور کی اسامی پُر کی جانی مقصود ہے جو دوست بطور ڈرائیور اس اسامی پر خدمت کرنے کے خواہش مند ہوں وہ اپنی درخواستیں دو ماہ کے اندر نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ میں بھجوا سکتے ہیں۔

شرائط درج ذیل ہیں:

(1) امیدوار کے پاس ڈرائیونگ لائسنس اور ڈرائیونگ کا تجربہ ہونا ضروری ہے (2) امیدوار تھوڑا بہت ٹیکنیکل کام بھی جانتا ہو تا کہ حسب ضرورت اس کٹر مشین کی مرمت بھی کر سکے (3) امیدوار ٹریکٹر ٹرالی چلانا جانتا ہو (4) امیدوار مطیع اور فرمانبردار ہو اور بوقت ضرورت اضافی کام کیلئے بھی تیار ہو (5) امیدوار کیلئے تعلیم کی کوئی شرط نہیں ہے (6) امیدوار کو برتھ سرٹیفکیٹ پیش کرنا ضروری ہوگا (7) وہی امیدوار ڈرائیور کی اسامی کیلئے لئے جائیں گے جو بورڈ تقرر کارکنان کے انٹرویو میں کامیاب ہوں گے (8) اور جو نور ہسپتال قادیان سے میڈیکل فٹنس سرٹیفکیٹ کے مطابق صحتمند اور تندرست ہوں گے (9) امیدوار ڈرائیور کو درجہ دوم کے برابر الاؤنس و دیگر سہولیات دی جائیں گی (10) قادیان آمد و رفت کے اخراجات اُمیدوار کے اپنے ہوں گے (11) اگر امیدوار کی سلیکشن ہوتی ہے تو اُسے قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔

نوٹ: مجوزہ درخواست فارم نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کر سکتے ہیں۔ درخواست فارم حسب طریق پُر ہو کر آنے پر اس کے مطابق کارروائی ہوگی۔ (ناظر دیوان قادیان)

مزید معلومات کیلئے رابطہ کریں

(Ph) 01872-501130 (Mob) 9877138347, 9646351280

e-mail: diwan@qadian.in

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate

HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201

Contact Number : 09440023007, 08473296444

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10084: مَیں نفیس احمد ولد مکرم سلیم احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 31 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: بہوہ ضلع فتح پور صوبہ اتر پردیش، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4/جولائی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/8500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد انور احمد العبد: نفیس احمد گواہ: متین الرحمن

مسل نمبر 10085: مَیں اشفاق شادان ولد مکرم شمس الدین ٹی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی، ساکن سایا (عبد الرحمن نگر) کڈلائی صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/اپریل 2019 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شریف احمد پی پی العبد: اشفاق شادان گواہ: شمس الدین. ٹی

مسل نمبر 10086: مَیں رونق جاوید ولد مکرم شمس الدین ٹی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 24 سال پیدائشی احمدی، ساکن سایا (عبد الرحمن نگر) کڈلائی صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/اپریل 2019 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شریف احمد پی پی العبد: رونق جاوید گواہ: شمس الدین ٹی

مسل نمبر 10087: مَیں مرزا روہن احمد ولد مکرم مرزا رشیق احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 25 سال پیدائشی احمدی، ساکن بتھاری (سوروپ نگر) ضلع نارتھ 24 پرگنہ صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/نومبر 2019 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شہادت حسین راج العبد: مرزا روہن احمد گواہ: ابوظفر صادق

مسل نمبر 10088: مَیں بشریٰ سمیر زوجہ مکرم سمیر بی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 41 سال پیدائشی احمدی، ساکن Aminas Garden (ادوتھیلا) ضلع پنگاڑی صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25/فروری 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 22 گرام 22 کیریٹ، حق مہر -/25000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: زریرہ سلام الامۃ: بشریٰ سمیر گواہ: عبد السلام سی جی

مسل نمبر 10089: مَیں امتہ النور بنت مکرم سفیر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 17 سال پیدائشی احمدی، ساکن دہری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سفیر احمد الامۃ: امتہ النور گواہ: عمران احمد بھٹی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

لَاتَحۡزَنۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡاَعۡلٰی الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Courtesy: Alladin Builders

e-mail: khalid@alladinbuilders.com

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-20 Vol. 69 Thursday 20 - August - 2020 Issue. 34

MANAGER
NAWAB AHMAD
Mobile : +91 94170 20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14 ؍اگست 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت سعد بن ابی وقاص کا ذکر ہو رہا تھا اور انہی کے بارے میں آج بھی مزید کچھ باتیں ہیں۔ جنگ قادسیہ کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابہ میں سے تھے حضرت عمر نے انہیں اپنے زمانہ خلافت میں ایرانی فوج کے مقابلہ میں اسلامی فوج کا کمانڈر بنایا تھا۔ اتفاقاً انہیں ران پر ایک پھوڑا نکل آیا جو لمبے عرصہ تک چلتا چلا گیا۔ بہتیرا علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر انہوں نے خیال کیا کہ اگر میں چارپائی پر پڑا رہا اور فوج نے دیکھا کہ ان کا کمانڈر ساتھ نہیں ہے تو وہ بددل ہو جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے ایک درخت پر عرشہ بنوایا جیسے ہمارے ہاں لوگ باغات کی حفاظت کیلئے بنالیتے ہیں۔ آپ اس عرشے میں آدمیوں کی مدد سے بیٹھ جاتے تھے تا مسلمان فوج انہیں دیکھتی رہے اور اسے خیال رہے کہ ان کا کمانڈر ان کے ساتھ ہے۔ انہی دنوں آپ کو اطلاع ملی کہ ایک عرب سردار نے شراب پی ہے تو آپ نے اسے قید کر دیا۔ ان دنوں باقاعدہ قید خانے نہیں ہوتے تھے جس شخص کو قید کرنا مقصود ہوتا اسے کسی کمرے میں بند کر دیا جاتا تھا اور اس پر پہرہ مقرر کر دیا جاتا تھا۔ مسلمان سپاہی جنگ سے واپس آتے اور اس کے کمرے کے قریب بیٹھ کر یہ ذکر کرتے کہ جنگ میں مسلمانوں کا بڑا نقصان ہوا ہے۔ وہ کڑھتا اور اس بات پر اظہار افسوس کرتا کہ وہ اس موقع پر جنگ میں حصہ نہیں لے سکا۔ بیشک اس میں کمزوری تھی کہ اس نے شراب پی لی لیکن وہ تھا بڑا بہادر اس کے اندر جوش پایا جاتا تھا۔ جنگ میں مسلمانوں کے نقصانات کا ذکر سن کر وہ کمرے میں اس طرح ٹہلنے لگ جاتا جیسے پنجرے میں شیر ٹہلتا ہے۔ ٹہلتے ٹہلتے وہ شعر پڑھتا جس کا مطلب یہ تھا کہ آج ہی موقع تھا کہ تو اسلام کو بچاتا اور اپنی بہادری کے جوہر دکھاتا مگر تو قید ہے۔ حضرت سعد کی بیوی بڑی بہادر عورت تھیں وہ ایک دن اس کے کمرے کے پاس سے گزری تو انہوں نے وہ شعر سن لئے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہاں پہرہ نہیں ہے وہ دروازے کے پاس گئیں اور اس قیدی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تجھے پتہ ہے کہ سعد نے تجھے قید کیا ہوا ہے اگر اسے پتہ لگ گیا کہ میں نے تجھے قید سے آزاد کر دیا ہے تو مجھے چھوڑے گا نہیں لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ میں تجھے قید سے آزاد کر دوں تاکہ تو اپنی خواہش کے مطابق اسلام کے کام آسکے۔ اس نے کہا اب جو لڑائی ہو مجھے چھوڑ دیا کریں میں وعدہ کرتا ہوں کہ لڑائی کے بعد فوراً واپس آکر اس کمرے میں داخل ہو جایا کروں گا اس عورت کے دل میں بھی اسلام کا درد تھا اور اس کی حفاظت کیلئے جوش پایا جاتا تھا۔ اس لئے اس نے اس شخص کو قید سے نکال دیا چنانچہ وہ لڑائی میں شامل ہوا اور ایسی بے جگری سے لڑا کہ اسکی بہادری کی وجہ سے اسلامی لشکر بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے بڑھ گیا۔ سعد نے اسے پہچان لیا اور بعد میں کہا کہ آج کی لڑائی میں وہ شخص موجود تھا جسے میں نے شراب پینے کی وجہ سے قید کیا ہوا تھا گو اس نے چہرے پر نقاب ڈالی ہوئی تھی مگر میں اس کے حملے کے انداز اور قد کو پہچانتا ہوں میں اس شخص کو تلاش کروں گا جس نے اسے قید سے نکالا ہے اور اسے سخت سزا دوں گا۔ جب حضرت سعد نے یہ الفاظ کہے تو ان کی بیوی کو غصہ آگیا اور اس نے کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ آپ تو درخت پر عرشہ بنا کر بیٹھا ہوا ہے اور اس شخص کو تو نے قید کیا ہوا ہے جو دشمن کی فوج میں بے دریغ گھس جاتا ہے اور اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتا۔ میں نے اس شخص کو قید سے چھڑایا تھا تم جو چاہو کرلو۔

یہ واقعہ حضرت مصلح موعودؓ نے لجنہ کی ایک تقریر میں بیان فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ عورتوں نے اسلام میں بڑے بڑے کام کئے ہیں پس آج بھی احمدی عورتوں کو ان مثالوں کو سامنے رکھنا چاہئے۔

قادسیہ کو فتح کرنے کے بعد اسلامی لشکر نے بابل کو فتح کیا۔ اس کے بعد کوسہ کا تاریخی شہر فتح کیا۔ پھر آگے بڑھے تو بحور سیر پہنچے یہ دریائے دجلہ کے مغرب میں واقع عراق کے شہر مدائن کے قریب بغداد کے نواحی علاقوں میں سے ایک مقام کا نام ہے۔ یہاں کسریٰ کا شکاری شیر رہتا تھا حضرت سعد کا لشکر قریب پہنچا تو انہوں نے اس درندے کو لشکر پر چھوڑ دیا۔ شیر گرج کر لشکر پر حملہ آور ہوا۔ حضرت سعد کے بھائی ہاشم بن ابی وقاص لشکر کے ہراول دستے کے افسر تھے۔ انہوں نے شیر پر تلوار سے ایسا وار کیا کہ شیر وہیں ڈھیر ہو گیا۔ پھر اسی جنگ میں مدائن بھی فتح ہوا اور آنحضرت ﷺ کی جنگ احزاب کے موقع پر کی گئی پیشگوئی پوری ہوئی۔

اس کے بعد حضرت سعد نے حضرت عمر کی خدمت میں لکھ کر مزید آگے بڑھنے کی اجازت چاہی جس پر حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ سردست اسی پر اکتفا کرو اور مفتوحہ علاقے کے نظم و نسق کی طرف توجہ کی جائے چنانچہ حضرت سعد نے مدائن کو مرکز بنا کر نظم و نسق کو مستحکم کرنے کی کوشش شروع کی اور اس کام کو بخوبی نبھایا۔ آپ نے عراق کی مردم شماری اور پیمائش کروائی۔ رعایا کے آرام و آسائش کا انتظام کیا اور اپنے حسن تدبیر اور حسن عمل سے ثابت کیا کہ آپ کو اللہ نے جنگی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ انتظامی صلاحیتوں سے بھی بہرہ ور فرمایا ہے۔ مدائن کی آب و ہوا عربوں کی طبیعت کو موافق نہ آئی تو حضرت سعد نے حضرت عمر کی اجازت سے ایک نیا شہر بسایا جس میں مختلف عرب قبائل کو الگ الگ محلوں میں آباد کیا اور شہر کے درمیان ایک بڑی مسجد بنوائی جس میں چالیس ہزار نمازی ایک وقت میں نماز پڑھ سکتے تھے۔

23 ؍ہجری میں جب حضرت عمر پر قاتلانہ حملہ ہوا تو حضرت عمر سے لوگوں نے عرض کی کہ آپ خلافت کے لئے کسی کو نامزد کریں۔ اس پر حضرت عمر نے انتخاب خلافت کے لئے ایک بورڈ مقرر کیا جس میں حضرت عثمان حضرت علی حضرت عبدالرحمن بن عوف حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت زبیر بن عوام اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا ان میں سے کسی ایک کو چن لینا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اہل جنت قرار دیا ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر خلافت سعد بن وقاص کو مل گئی تو وہی خلیفہ ہوں ورنہ جو بھی تم میں سے خلیفہ ہو وہ سعد سے مدد لیتا رہے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب فتنوں کا آغاز ہوا تو ان کو فرو کرنے میں صحابہ کی مساعی جمیلہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ گو صحابہ کو اب حضرت عثمان کے پاس جمع ہونے کا موقع نہیں دیا جاتا تھا مگر پھر بھی وہ اپنے فرض سے غافل نہ تھے۔ مصلحت وقت کے ماتحت انہوں نے دو حصوں میں اپنا کام تقسیم کیا ہوا تھا جو سن رسیدہ بوڑھے تھے اور جن کا اخلاقی اثر عوام پر زیادہ تھا وہ تو اپنے اوقات کو لوگوں کو سمجھانے پر صرف کرتے تھے اور جو لوگ ایسا کوئی اثر نہ رکھتے تھے یا نوجوان تھے وہ حضرت عثمان کی حفاظت کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔ اول الذکر جماعت میں حضرت علی اور حضرت سعد بن ابی وقاص فاتح فارس فتنہ کے کم کرنے میں سب سے زیادہ کوشاں تھے۔ حضرت عثمان کے بعد حضرت علی کی خلافت میں بھی حضرت سعد گوشہ نشین ہی رہے۔ ایک روایت کے مطابق جب حضرت علی اور امیر معاویہ کے درمیان اختلاف بڑھا تو امیر معاویہ نے تین صحابہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت محمد بن مسلمہ کو اپنی مدد کے لئے خط لکھا اور ان کو لکھا کہ وہ حضرت علی کے خلاف ان کی مدد کریں۔ اس پر ان تینوں نے انکار کیا۔

ایک مرتبہ امیر معاویہ نے حضرت سعد سے پوچھا کہ حضرت علی کو برا کہنے سے آپ کو کس چیز نے منع کیا ہے؟ حضرت سعد نے فرمایا وہ تین باتیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمائی ہیں اگر ان میں سے ایک بھی مجھے مل جاتی تو وہ میرے لئے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہوتی۔ ایک یہ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو ایک غزوہ میں اپنے پیچھے چھوڑا اس پر حضرت علی نے آپ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ تیرا میرے ساتھ ویسا ہی تعلق ہے جیسا کہ ہارون کا موسیٰ کے ساتھ تھا صرف اس فرق کے ساتھ کہ میرے بعد تجھے نبوت کا مقام حاصل نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہی کہ غزوہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں ایسے شخص کو اسلامی جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس پر ہم میں سے ہر ایک کو خواہش پیدا ہوئی کہ جھنڈا ہمیں دیا جائے ہم بھی اللہ سے اور رسول سے محبت رکھتے ہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کو بلاؤ۔ حضرت علی آئے ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور انکو اسلامی جھنڈا دیا اور اللہ نے اس روز مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ پھر تیسری بات یہ انہوں نے بیان کی کہ جب آیت فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَاَبۡنَآءَكُمۡ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمۡ کہ تو کہہ دے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو، نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرت حسن اور حضرت حسین کو بلایا اور فرمایا کہ اے اللہ یہ میرا اہل وعیال ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کے بیٹے مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کی وفات کے وقت ان کا سر میری گود میں تھا میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے انہوں نے مجھے دیکھا اور مجھ سے کہا کہ اے میرے پیارے بیٹے تجھے کیا چیز رلاتی ہے میں نے عرض کیا آپ کی وفات کا غم اور اس بات کا غم کہ میں آپ کے بعد آپ کا بدل کسی کو نہیں دیکھتا۔ اس پر حضرت سعد نے فرمایا مجھ پر مت رو اللہ مجھے کبھی عذاب نہیں دے گا اور میں جنتیوں میں سے ہوں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے 55 ہجری میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ستر برس سے کچھ زیادہ تھی۔ آپ کا جنازہ مروان بن حکم نے پڑھا جو اس وقت مدینہ کا حکمران تھا۔ آپ کی نماز جنازہ میں ازواج مطہرات نے بھی شرکت فرمائی۔ آپ کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی۔

حضرت سعد نے مختلف اوقات میں نو شادیاں کیں اور ان سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو چونتیس بچوں سے نوازا جن میں سترہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں تھیں۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم صفدر علی گجر صاحب (لندن)، مکرمہ عفت نصیر صاحبہ (پاکستان)، مکرم عبدالرحیم ساقی صاحب (یوکے) اور مکرم سعید احمد سہگل صاحب (یوکے) کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔ ......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad